ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

6
جون 2003ء ★ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ

☆ صدائے جرس
☆ آنکھ والو! عبرت حاصل کرو
☆ تیر نیم کش
☆ پہنچی وہیں پہ خاک......!
☆ مولانا اللہ وسایا قاسمؒ
☆ کیا ہم مسلمان ہیں؟
☆ احرار---ایک تحریک

اخبار الاحرار

نورِ ہدایت

القرآن

''لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے' اسے غور سے سنو! کہ جن لوگوں کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو' وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔ اگرچہ اس کے لیے سب مجتمع ہو جائیں اور اگر اُن سے مکھی کوئی چیز چھین لے جائے تو اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے۔ طالب اور مطلوب (یعنی عابد اور معبود دونوں) گئے گزرے ہیں۔''

(سورۃ الحج' آیت ۷۳)

الحدیث

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی (بلکہ اضافہ ہوتا ہے) اور قصور معاف کر دینے سے آدمی نیچا نہیں ہوتا بلکہ اللہ اسے سربلند کر دیتا ہے اور اس کی عزت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جو بندہ اللہ کے لیے فروتنی اور خاکساری کا رویہ اختیار کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے رفعت اور بالاتری بخشے گا۔''

(رواہ مسلم)

الآثار

''ماضی کی تاریخ شاہد ہے کہ غیر اسلامی نظام میں' عدل و انصاف کی کرسیوں پر بیٹھنے والوں نے' ہمیشہ مظلوم آنسوؤں سے' ظالم کے قہقہوں کا سامان کیا ہے۔ عدل و انصاف صرف اُن کے لیے ہے جو بے انصافیوں کے خلاف لڑنے کی ہمت رکھتے ہیں۔''

(''خاک و خون''۔ نسیم حجازی)

ماہنامہ

نقیب ختم نبوت ملتان

Regd:M.No.32

جلد ۱۴ شمارہ ۶ جون ۲۰۰۳ء ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ

بیاد

سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی

ابن امیر شریعت خطیب بنی ہاشم محسن احرار سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تشکیل

دل کی بات	اداریہ	مدیر	۲
دین و دانش	محمد (ﷺ) ہیں متاع عالم ایجاد سے پیارے	بیان مجلس ذکر: سید عطاء المہیمن بخاری	۴
// //	صدائے جرس	شاہ بلیغ الدین	۶
// //	کیا ہم مسلمان ہیں؟	شمس نوید عثمانی	۷
// //	کتاب زندگی	قاسم محی الدین ہنکیال	۹
افکار	آنکھ والو! عبرت حاصل کرو	سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ	۱۰
//	آیئے! معجزے کا انتظار کریں	جاوید چودھری	۱۲
//	تیر نیم کش	اطہر ہاشمی	۱۴
ردّ قادیانیت	پہنچی وہیں پہ خاک......!	سید یونس الحسنی	۱۶
// //	اکابر اسلام اور قادیانیت (قسط ۱۶)	پروفیسر خالد شبیر احمد	۱۹
تاریخ احرار	بزرگوں کا جماعتی کارکنوں سے مشفقانہ سلوک	مولانا مجاہد الحسینی مدظلہ	۲۳
// //	احرار......ایک تحریک!	پروفیسر خالد شبیر احمد	۲۸
مکتوب	مکتوب صفوان بنام محمد اورنگ زیب		۳۳
شخصیت	ڈاکٹر محمد حمید اللہ علیہ الرحمۃ	شاہ بلیغ الدین	۳۴
// //	مولانا اللہ وسایا قاسم رحمۃ اللہ علیہ	محمد اورنگ زیب اعوان	۳۷
گوشۂ نسواں	بچیوں سے باتیں	خیر النساء بہتر	۴۰
طنز و مزاح	زبان میری ہے بات اُن کی	عینک فرنگی	۴۲
شاعری	نعت (محمد رفیق قیصر) میں اس قبیلے کا فرد حق ہوں......! (سید عطاء المحسن بخاریؒ)		۴۴
	معاذ اللہ (شورش کاشمیریؒ) سچ کہو کیا یہی آداب مسلمانی ہے (سید کاشف گیلانی)		
	امیری (انور مسعود) زمیں کا نقشہ بدل رہا ہے (شاہدہ حسن) غزل (عثمان محمد چوہان)		
حسن انتقاد	تبصرۂ کتب	ابو الادیب	۵۳
اخبار الاحرار	رہنمایان احرار کی تبلیغی و تنظیمی سرگرمیاں	ادارہ	۵۵
ترحیم	مسافران آخرت	ادارہ	۶۱
آخری صفحہ		ساغر اقبالی	۶۴

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

○

ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

رفقاء فکر

چودھری ثناء اللہ بھٹہ

پروفیسر خالد شبیر احمد

عبداللطیف خالد چیمہ

سید یونس الحسنی مولانا محمد مغیرہ

محمد عمر فاروق

کمپوزنگ

الیاس میراں پوری

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

زر تعاون سالانہ

اندرون ملک:-/150 روپے

بیرون ملک:-/1000 روپے

فی شمارہ:-/15 روپے

اکاؤنٹ نمبر: 1-5278
یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ
چوک مہربان ملتان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری

طابع: تشکیل نو پرنٹرز

مقام اشاعت

دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

فون: 061-511961

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

آج وہ، کل ہماری باری ہے!

پوری دنیا پر بلاشرکتِ غیرے حکمرانی کے نشے میں بدمست امریکہ نے ظلم و زیادتی، جبر و تسلط اور غصب و نہب کے ہر حربے کو اپنے لیے جائز قرار دے رکھا ہے۔ ''نیو ورلڈ آرڈر'' یہی ہے کہ دنیا امریکہ کے سامنے گھٹنے ٹیک دے اور کامل اطاعت قبول کرتے ہوئے' اپنے تمام وسائل بھی اُس کے سپرد کر دے۔ جو ملک اس سے انکار کرے گا' اُسے بزورِ قوت امریکی غلامی کے شکنجے میں جکڑ دیا جائے گا۔ کسی بھی ملک کی طرف سے اپنی آزادی اور خود مختاری کے لیے مزاحمت کو دہشت گردی قرار دے کر اس کے خلاف ہر ظلم روا رکھا جائے گا۔ حتیٰ کہ اُس ملک پر ہر صورت میں مکمل قبضہ کر کے نشانِ عبرت بنا دیا جائے گا۔

افغانستان پر امریکی قبضے کے بعد عراق کی باری آئی اور عراق میں امریکی مشن کی تکمیل کے بعد شام اور ایران کو دھمکیاں ملنی شروع ہوئیں۔ ان سے کہا گیا کہ ''وہ ٹھیک ہو جائیں'' یعنی امریکی اطاعت قبول کر لیں۔ ورنہ انہیں بھی افغانستان اور عراق کی طرح سبق سکھایا جائے گا۔ امریکہ نے کسی بھی ملک کے خلاف جارحانہ کارروائی کے لیے القاعدہ کی سرپرستی کا مستقل الزام گھڑا ہوا ہے۔ وہ جب چاہے اور جس پر چاہے یہ الزام عائد کر کے' اس کے خلاف جنگی کارروائی کر سکتا ہے۔ دنیا کے ملکوں کی حکومتیں گرانا اور بنانا امریکہ کا مشغلہ بن چکا ہے اور اس تفریح کے لیے وہ ہر قیمت ادا کرنے کے لیے تیار ہے۔

''واشنگٹن پوسٹ'' کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ دنوں ایران اور امریکہ کے درمیان جاری خفیہ مذاکرات ناکام ہو گئے اور امریکہ نے ایران کے ساتھ رابطے منقطع کر لیے۔ امریکی وزیر دفاع رمزفیلڈ کی قیادت میں پینٹا گون نے اس منصوبے پر غور شروع کر دیا ہے کہ خاتمی حکومت کو کس طرح گرایا جائے اور وہاں افغانستان و عراق کی طرح امریکی حکومت قائم کر دی جائے۔

اقوام متحدہ اور اس کی سلامتی کونسل' دنیا کے سب سے بڑے آئینی ادارے ہیں مگر امریکہ نے اُن کو بھی اپنا مطیع و فرماں بردار بنا کر بے وقعت، بے اختیار اور بے آبرو کر دیا ہے۔ سلامتی کونسل نے پہلے عراق پر بلا جواز حملے کو ناجائز قرار دیا پھر کیمیائی ہتھیار رکھنے کے الزام کی تحقیق و تفتیش کے لیے اپنی ٹیم بھیجی۔ ٹیم نے اپنی رپورٹ میں عراق کو بری کر دیا اور پھر امریکہ نے حملہ کر کے عراق پر قبضہ کر لیا اور اب سلامتی کونسل کے حالیہ اجلاس میں پندرہ میں سے چودہ ممالک نے عراق پر امریکی قبضہ و تسلط اور ''تعمیرنو'' کو جائز قرار دے دیا۔ واشنگٹن پوسٹ کی حالیہ رپورٹ کے مطابق اب ایران کی باری ہے اور بش حکومت' انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی پر دباؤ بڑھا رہی ہے کہ ایران کی ایٹمی سرگرمیوں بارے اگلے ماہ منفی رپورٹ دے۔ اُدھر اسرائیل سے امریکہ نے پابندیاں ہٹالی ہیں اور وہ بھارت کو خطرناک ہتھیار فروخت کر رہا ہے۔ اِدھر پاک بھارت دوستی کا نیا باب رقم

کرنے کی تیاریاں شروع ہیں۔ بھارتی وزیراعظم واجپائی اپنے ایٹمی پروگرام اور مسئلہ کشمیر پر اپنے مؤقف کے حوالے سے کسی بھی دباؤ کو قبول کرنے سے علانیہ انکار کر رہے ہیں اور پاکستانی وزیر اطلاعات شیخ رشید احمد تحفظات کی یقین دہانی پر ہتھیار تلف کرنے کا عندیہ دے رہے ہیں۔ جبکہ عراق کی طرح ایک امریکی انسپکشن ٹیم پاکستان کے ایٹمی پروگرام اور ایٹمی ہتھیاروں کے حوالے سے پاکستان کا ایک مختصر تفتیشی و تحقیقی دورہ بھی کر چکی ہے۔

شیخ رشید احمد تو اپنے ایک بیان میں یہاں تک کہہ چکے ہیں کہ ''مسئلہ کشمیر کا جو حل عوام کے ذہنوں میں ہے، معاملہ اس کے بالکل اُلٹ ہوگا''۔ وزیراعظم آزاد کشمیر سکندر حیات ''چناب فارمولا'' کی حمایت پر کمربستہ ہیں۔ وزیراعظم پاکستان جمالی نے ''دوردرشن'' کو دیئے گئے اپنے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ ''انڈیا اور پاکستان کو ایک مضبوط بلاک بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔'' مسٹر ایڈوانی پاک بھارت کنفیڈریشن کی تجویز دے رہے ہیں۔ ہماری نگاہ میں یہ سارا عالمی سیاسی کھیل امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے تحت ہی کھیلا جا رہا ہے۔ برصغیر کا جغرافیہ ایک مرتبہ پھر بدلنے کی سازش ہو رہی ہے۔ امریکی منصوبہ ساز ایران کے ساتھ ساتھ پاکستان کی باری بھی مقرر کر چکے ہیں۔ کشمیر کے تین ٹکڑے کرنے کے بعد پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو رول بیک کرنا اور ایٹمی ہتھیار تلف کر کے پاک بھارت کنفیڈریشن کی شکل میں ''اکھنڈ بھارت'' کا منصوبہ مکمل کرنا امریکی ایجنڈا ہے۔

ان حالات میں ہمارے حکمرانوں اور سیاست دانوں کو سوچنا ہوگا کہ وہ تاریخ میں اپنا نام کس حیثیت میں رقم کروانا چاہتے ہیں۔ وطن عزیز، نام نہاد جمہوریت کی بحالی کے باوجود سخت بحرانوں کی زد میں ہے۔ سیاسی، معاشی اور دفاعی لحاظ سے سخت امتحان میں ہے۔ قیام پاکستان کے مقاصد اور اس کے لیے دی گئی عظیم قربانیاں اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ وطن عزیز کو بحرانوں کے اس بھنور سے بہرصورت نکالا جائے۔ ہمارے گردوپیش ہمسایہ ممالک میں امریکی مداخلت اس خطرہ کا الارم ہے کہ پاکستان کا گھیرا تنگ اور گھیراؤ مضبوط کیا جا رہا ہے۔ اب یہ حکمرانوں کے سوچنے کی بات ہے کہ وہ گھیرا توڑ کر زندہ رہنا چاہتے ہیں یا گھیراؤ میں گھٹ کر مرنا چاہتے ہیں۔ عوام بے چارے تو کالانعام اور بے بس ہیں جنہیں پچپن برسوں سے ہانکا جا رہا ہے۔ انہیں شش جہات سے اتنا زدوکوب اور پریشان کیا گیا ہے کہ ان مسائل کے حوالے سے اُن میں سوچنے کی ہمت ہے، نہ کچھ کرنے کی قوت۔ وہ تو اپنی معاشی چکی میں پس رہے ہیں اور معاشی حیوان کی طرح روزگار کی ریڑھی میں جتے ہوئے ہیں۔ حکمرانوں اور سیاست دانوں نے اپنے جرائم اور کرتوتوں کو چھپانے کے لیے منظم منصوبہ کے تحت عوام کو معاشی ریڑھی میں جوت دیا ہے حکمران فیصلہ کریں کہ وہ بھی اپنی باری پر امریکی ریڑھی میں جُت کر زندگی کی سانسیں پوری کرنا چاہتے ہیں۔ یا تاریخ میں عزت کا مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ افغانی مسلمان تو آج بھی مزاحمت کر رہے ہیں، عراق میں بھی ہلکی پھلکی مزاحمت شروع ہے۔ امریکی مظالم کی یہ سیاہ رات ہمیشہ نہیں رہے گی۔ مہذب قومیں زندہ رہنے کے لیے استقامت اور مزاحمت ہی اختیار کرتی ہیں ہمیں بھی سوچنا اور فیصلہ کرنا ہوگا، کیونکہ...... ع

آج وہ، کل ہماری باری ہے

بیان مجلس ذکر : حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

ضبطِ تحریر: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

محمد ﷺ ہیں متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''حضور ﷺ کیا فرماتے ہیں' ایسے شخص کے بارے میں جسے ایک جماعت سے محبت ہے۔ لیکن وہ ان کے ساتھ نہیں ہوسکا تو آپ نے فرمایا جو آدمی جس سے محبت رکھتا ہے۔ اس کا انجام اس کے ساتھ ہی ہوگا۔ یا آخرت میں اس کے ساتھ کردیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات نے یہ بات واضح کردی کہ جو آدمی' جس جماعت کے ساتھ، جیسا تعلق رکھے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک فرمائیں گے۔ جو لوگ اچھے لوگوں سے محبت رکھتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات سے محبت، حضور نبی کریم ﷺ کی ذات سے محبت صحابہ کرام' ازواج مطہرات' اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم' اولیاء اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔ وہ دنیا میں اور قیامت میں بھی اُن ہی کے ساتھ شمار ہوں گے اور قبر میں بھی ''وتوفنا مع الابرار'' کے تحت' اللہ پاک اُن سے ملادیں گے' محبت قرب کا ذریعہ ہے۔ جو آدمی نبی کریم ﷺ سے محبت رکھتا ہے۔ قیامت کے دن آپ ﷺ کی شفاعت اسے نصیب ہوگی۔ جو آدمی اللہ کی پاک کلام سے محبت رکھتا ہے۔ اسے پڑھتا، سینے سے لگاتا ہے۔ اللہ پاک قرآن پاک کو اس کا ذریعہ شفاعت بنادیں گے جو آدمی نماز سے محبت رکھتا ہے۔ اللہ پاک نماز کے ذریعے اس کی شفاعت کرادیں گے۔

حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! ایک آدمی ہے اسے اللہ کے خاص بندوں سے محبت ہے۔ لیکن وہ اس چیز سے عاجز ہے۔ کہ ان کے سے عمل کرسکے۔ صحابہ تو صحابہ ہم شورش و جانباز مرزا سا بھی کردار ادا نہیں کرسکتے۔ آزادی کے لیے جتنی مار انہوں نے کھائی' ہم اتنی مار نہیں کھاسکتے۔ مجلس احرار کا ایک ایک کارکن قابل تقلید ہے۔ مشقت اور محبت کے اعتبار سے ان لوگوں نے حق کے لیے جان دے دی لیکن اپنا موقف نہیں بدلا۔ جیسے آج طالبان نے موت قبول کرلی۔ اقتدار چھوڑنا قبول کرلیا۔ لیکن اپنا موقف تبدیل نہیں کیا۔ یہ ہوتی ہے حق کی علامت کہ آدمی اپنا موقف نہ چھوڑے ۔ مار تو پڑتی ہے' اللہ کے راستے میں۔ فتح و شکست تو اللہ کے قبضے میں ہے۔ لیکن آدمی وہ ہے جو اپنے موقف کو نہ چھوڑے ۔ حق والے کبھی حق کو نہیں چھوڑتے۔ ہمیں علمائے دیوبند سے محبت ہے۔ ہمارا سر فخر سے بلند ہے کہ ہمارا تعلق ان بزرگوں سے ہے' جنھوں نے حق کا علم ہمیشہ بلند رکھا۔ مجلس احرار اسلام کے اکابر ہوں یا علمائے ہند ہوں۔ ان کا طرۂ امتیاز یہی ہے

کہ انہوں نے ہمیشہ حق کا ساتھ دیا۔حق کے ساتھ رہے ،حق پہ مرے۔اوران شاء اللہ قیامت کے دن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوں گے۔تو عرض کیا کہ ایک آدمی کو اللہ کے خاص بندوں سے محبت ہے لیکن وہ عاجز ہے کہ ان کے سے عمل کر سکے اس بے چارے کا انجام کیا ہوگا ؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''ابوذر!تمہیں جس سے محبت ہوگی'تم اس کے ساتھ ہوگے۔'' لہذا ہم سب کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرنی چاہیے۔اس سے ہمارا ایمان بڑھے گا۔ہمیں صحابہ'اہل بیت ،ازواج مطہرات ،اولیاءاللہ، کتاب اللہ، نبی پاک ﷺ کی حدیث مبارکہ، جولوگ اللہ کی رضا کے لیے دین کا کام کرتے ہیں،ان سب سے محبت ہونی چاہیے۔اور یہ بات ہمارے ایمان کا حصہ ہونا چاہیے۔تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔یارسول اللہ! مجھےتو اللہ اوراس کے رسول سے محبت ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا''پس تم ان ہی کے پاس'انہی کے ساتھ رہو گے'جن سے تمہیں محبت ہے''۔یہ جواب سن کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنی بات دہرائی۔رسول اللہ ﷺ نے جواب میں پھر وہی ارشاد فرمایا۔جو پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے،اچھے لوگوں سے اور اچھے اعمال سے محبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور مسلمان ہونے کی یہی صحیح علامت ہے۔جو آدمی حق والوں سے محبت نہیں رکھتا'سمجھو وہ ایمان سے خالی ہے کہ:

محمدؐ ہیں متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارے
پدر،مادر،برادر، جان ،مال ،اولاد سے پیارے

قارئین کی خدمت میں ضروری گزارشات!

۱)لکھاری حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اپنی نگارشات ہر ماہ کی دس تاریخ تک یااس سے پہلے'ارسال کردیا کریں تا کہ وقت پر شاملِ اشاعت کی جاسکیں۔تحریر کاغذ کے ایک طرف ہونی چاہیے۔

۲)خریدار حضرات سے التماس ہے کہ ہر مہینے کی سات تاریخ تک پرچہ موصول نہ ہونے کی صورت میں ''سرکولیشن منیجر'ماہنامہ''نقیب ختم نبوت''دارِبنی ہاشم'مہربان کالونی'ملتان''سے رابطہ کریں۔

۳)درج ذیل دائرے میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے'ازراہِ مہربانی مبلغ:۱۵۰روپے ''مدیر'ماہنامہ''نقیب ختم نبوت''دارِبنی ہاشم'مہربان کالونی'ملتان''کے نام ارسال فرمائیں۔

شاہ بلیغ الدین

صدائے جرس

مسلمان گھرانوں میں ہم نے آنکھیں ضرور کھولی ہیں مگر کیا ہم مسلمان ہیں؟ احزاب وحنین کی مثالیں کردار مانگتی ہیں اور ہم تو گفتار کے غازی بھی نہیں رہے۔ اگر ہمارا رویہ وہ نہیں جو اصحاب بدر کا تھا تو............ اِنَّـا فَتَـحْنَـا لَکَ فَتْحًا مُّبِینًا (ہم نے آپ کو فتح دی، فتح بھی کُھلی ہوئی۔ آیت ۱۔ سورۂ فتح) کی بشارت کے اہل ہم کیسے ہو سکتے ہیں؟

۱۹۶۵ء کا ستمبر ایک سوالیہ نشان بن کر ہم سے یہ استفسار کر گیا۔ دسمبر ۱۹۷۱ء کے بعد لبِ ساقی پر مکرر یہ سوال آتا ہے............ ؎ دیوار پوچھتی ہے کہ سایہ کدھر گیا؟

ہمارا ردِعمل کیا ہے؟............ فرار اور فریب یا اصلاح اور انابت!

ردِعمل منفی ہو تو چوٹ پیامِ مرگ بن جاتی ہے اگر مثبت ہو تو حیاتِ تازہ کی نوید ثابت ہوتی ہے............

سنو! اے ساکنانِ خطۂ پاک
صدا کیا آسماں سے آ رہی ہے

وَلَا تَهِنُوْا فِی ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ۔ (اس دشمنِ قوم کا پیچھا کرنے میں ہمت مت ہارو۔ آیت ۱۰۴ سورۂ نسآء) کارزارِ حیات میں شکست کا داغ اٹھانا بھی بڑی بات ہے، اگر خونیں جگرانِ پاک دامن کا احساسِ زیاں جاگ اُٹھے! عمل کی قوتیں بیدار ہو جائیں تو بساطِ زندگی کے نقشے بدل سکتے ہیں۔ کاوش مسلسل ہو تو تہی دامنی ہی سے دُرِمُراد نکل آتا ہے

اقدام اور عمل .... وقت کی پکار ہے۔ اگر یہ صدائے جرس ہم نے سُن لی تو کوئی وجہ نہیں کہ ظلمتِ شب سیماب پا نہ ہو جائے!

یہ بات بھولنے کی نہیں کہ............ ؎

زندگی کو وفا کی راہوں میں
موت خود روشنی دکھاتی ہے

تلوار کے منہ مرنا مسلمان کی معراج ہے۔ وہ شہیدوں ہی کا لہو ہے جو چمنستانِ ملت کو قبائے گلگوں عطا کرتا ہے۔ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ٥ (نہ تم ہمت ہارو، نہ اندوہ وغم کی گہرائیوں میں ڈوب کر رہ جاؤ، آخر کار تمہاری ہی فتح ہوگی، بشرطیکہ تم مومن ثابت ہوئے۔ آیت ۱۳۹۔ سورۂ آل عمران)

شمس نوید عثمانی

کیا ہم مسلمان ہیں؟

نعمت......ایک لمحۂ فکریہ

ریگزار کی سرد وخموش رات میں دنیا کا سب سے بڑا انسان، سیدالانس وجن اپنے چند ساتھیوں سمیت ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوا۔ اس کی فرمائش پر باغبان نے کچھ تازہ کھجوریں پیش کیں۔ یہ فرمائش اس بات کا اعلان تھی کہ صبر وفقر کی راہ پر چلتے ہوئے جائز لذتوں اور مباح نعمتوں کی طلب جرم نہیں ہے۔ کھجوریں نہایت لذیذ اور شیریں تھیں انہیں کھا کر سرد پانی پیا گیا تو قلب وروح' کیفِ آسودگی سے معمور ہوگئے۔ اسی عالم میں سرورِ عالم ﷺ کے روئے مبارک پر گہری سنجیدگی کے آثار ظاہر ہوئے اور اس سنجیدگی میں تشویش' احتیاط اور نہ جانے کیا کیا تھا۔ نعمتوں سے حظ اندوز ہونے کا یہی لمحہ ایک عظیم لمحۂ فکریہ ثابت ہوا......لذت کا تأثر' کام ودہن ہی پر ختم ہوجائے تو سیدالانبیاء اور ایک عام آدمی میں کیا فرق رہا۔ یہاں تو کوئی بھی تأثر' روح کی گہرائیوں سے اُرے رکھنے والا نہ تھا ''زندگی'' بھوک اور اس کی آسودگی سے ایک قدم آگے بڑھنے کے لیے بیتاب تھی......لیکن وہ قدم کیا ہے؟......وہ سمت سفر کونسی ہے جسے کسی بھی عالم میں بدلا نہیں جاسکتا؟ صحابہؓ یہی سوچ رہے تھے اور ان کی نگاہیں اپنے محبوب آقا کی طرف اٹھی ہوئی تھیں ''جس دن قیامت آئے گی'' حضور ﷺ نے ٹھنڈے پانی کا گھونٹ لیتے ہوئے ایسی آواز میں فرمایا جو پتھروں کے سینے سے پانی نکالنے کی طاقت رکھتی تھی ''جس دن قیامت کا زلزلہ محسوس کیا جائے گا تم لوگ اس نعمت کے لیے خدا کے آگے جواب دہ ہوگے!''۔

اللہ اکبر!......یہ کسی شاعر' کسی فلسفی' کسی نجومی کے الفاظ نہیں تھے' یہ اس دانائے راز کے الفاظ تھے جس کے نطق سے وحی کے مقدس پھول جھڑا کرتے تھے۔ وہ وحی جو کائنات کی سب سے بڑی سچائی ہے۔ حضرت عمرؓ پر زبردست اضطراب طاری ہوا۔ کھجور کے بقیہ خوشے ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر آرہے......''لذت'' کے آغاز سے انسان اپنے ''انجام'' کو دیکھ رہا تھا۔ ''کیا اس نعمت کے لیے بھی......اے خدا کے رسول ﷺ؟''۔ ''ہاں اس کے لیے بھی!'' پیغمبرؐ کے لہجے میں حقیقت کی صدائے بازگشت کا جلال گونج اٹھا ''ہاں......بس تین چیزیں دستِ احتساب سے بچ سکیں گی۔ ستر ڈھانکنے کے لیے کپڑا' بھوک فرو کرنے کے لیے زندہ رہنے کی حد تک غذا اور سر چھپانے کے لیے ایک گوشۂ زمین''

یہ بظاہر ایک معمولی سا واقعہ ہے۔ لیکن کیا واقعی یہ معمولی ہے!......آہ! زندگی کی بنیادی ضرورتوں اور فاضل خواہشات کے درمیان یہ لطیف خطِ امتیاز کیا معمولی ہوسکتا ہے!......یہ قدر نعمت کا حقیقی احساس۔ یہ بے نظیر تقوی۔ یہ خدا کو

ہمہ وقت روبرو پانے کی منزل احسان! اسی کا نام تو بندگی ہے، عبادت ہے، خدا پرستی ہے۔ یہی لطیف خط امتیاز ہے جس کی سمت چل کر صدہا پتھر ہیرے بن گئے اور یہی خط جب سے مٹا ہے دنیا والے...... بلکہ یوں کہیئے خود مسلمان بھی خدا کی نعمتوں کو بے شعور جانوروں کی طرح روندرہے ہیں۔ سب کچھ مل جانے پر بھی جب کوئی کانٹا چبھتا ہے، کوئی نعمت چھنتی ہے تو اپنی شرمناک ناشکریوں پر شرم سے پانی پانی ہونے کے عوض وہ شکوہ شکایت کا دفتر لے بیٹھتے ہیں......اس خدا کا شکوہ جو فیاضی میں سمندر سے زیادہ وسیع الظرف اور داد و عطا میں سورج کی روشنی سے زیادہ بیکراں ہے۔ جس کی بخشی ہوئی ہر نعمت سونے کے پہاڑوں میں تل کر بھی بھاری رہتی ہے۔ لیکن ناشکرا انسان نہیں دیکھتا۔ نہیں سوچتا۔ ہے کوئی جو آج بھی اس احساس سے لرز اٹھے کہ خدا کی بے بہا نعمتوں کے انبار سے وہ ہر سانس، ہر آن جو استفادہ کر رہا ہے اس کے لیے خدا کے روبرو اسے جواب دہی بھی کرنی ہے؟

طالب علموں اور زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے

دینی معلومات حاصل کرنے کا بہترین موقع

"فہم دین کورس"

پیر، منگل، بدھ۔ بعد نماز مغرب، ایک گھنٹہ

احرار اکیڈمی متصل جامع مسجد چیچہ وطنی

داخلہ جاری ہے

اساتذہ: حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر، مولانا منظور احمد، حافظ شاہد محمود احمد

منجانب: انچارج، فہم دین کورس، دفتر مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی (ضلع ساہیوال)

فون:482253

مرسلہ: قاسم محی الدین بنگیال

کتابِ زندگی

کتابِ زندگی کے ورق برابر الٹ رہے ہیں۔ ہر آنے والی صبح ایک نیا ورق الٹ دیتی ہے۔ یہ الٹے ہوئے ورق برابر بڑھ رہے ہیں اور باقی ماندہ ورق برابر کم ہو رہے ہیں اور ایک دن وہ ہوگا جب آپ اپنی زندگی کا آخری ورق الٹ رہے ہوں گے جونہی آپ کی آنکھیں بند ہوں گی۔ یہ کتاب بھی بند ہو جائے گی اور آپ کی یہ تصنیف محفوظ کر لی جائے گی۔

کبھی آپ نے غور کیا اس کتابِ زندگی میں آپ کیا درج کر رہے ہیں؟ کیا کچھ اس میں لکھ کر آپ اس کا ورق الٹ دیتے ہیں۔ آپ کو شعور ہو یا نہ ہو۔ آپ کی یہ تصنیف تیار ہو رہی ہے اور آپ اس کی ترتیب و تکمیل میں اپنی ساری قوتوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اس میں آپ وہ سب کچھ لکھ رہے ہیں۔ جو آپ سوچتے ہیں، دیکھتے ہیں، سنتے ہیں، چاہتے ہیں' کرتے ہیں اور کراتے ہیں۔ اس میں صرف وہی کچھ نوٹ ہو رہا ہے۔ جو آپ نوٹ کر رہے ہیں۔ کسی دوسرے کو ہرگز اختیار نہیں جو ایک شوشہ بھی اس میں بڑھا یا گھٹا سکے۔ اس کتاب کے مصنف تنہا آپ ہیں اور صرف آپ ہی اپنی کوشش اور کاوش سے اسے ترتیب دے رہے ہیں۔

ذرا آنکھیں بند کیجئے اور سوچیے! یہی کتاب آپ کے ہاتھ میں ہوگی شہنشاہ واحد وقہار آپ سے کہے گا!

اِقْرَاْ کِتَابَکَ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْباً

(سورۃ بنی اسرائیل۔۱۴)

ترجمہ: ''پڑھ اپنی کتابِ زندگی، آج اپنے نامہ عمل کا جائزہ لینے کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔''

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس' تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آنکھ والو! عبرت حاصل کرو!

اقتدار کی طلب‘

اقتدار کی ہوس‘

اقتدار کے لیے رسہ کشی‘

اقتدار کے لیے جوڑ توڑ‘

اقتدار کے لیے جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ ثابت کرنے کا جذبہ اور رویہّ، اقتدار کے لیے تسلسل، اقتدار کے لیے شخصیت کشی، اقتدار کے لیے بغض کینہ توزی، حسد، انتقام اور اقتدار نا ہنجار کے لیے انسانی قتل!

ہائے یہ اقتدار بھی کیا بری شے ہے
جس نے ڈالی نظر بری ڈالی

جس کے حصول کی خاطر خود کو انسان کہلانے والے ظلمتوں، دنائتوں اور باطنی غلاظتوں کے بلیک ہول سے گزرتے ہیں۔ تاریکیوں کے یہ خون آشام سپائیڈر اخلاق عالیہ کی تمام حدیں پھلانگ جاتے ہیں اور عام انسانی اقدار کی حدود کو اس بری طرح پامال کرتے ہیں جیسے جنگل کا بھیڑیا ہرن کے بچے کو......!

جبکہ اقتدار کے بھکاری و پجاری اس حقیقت کو جانتے اور مانتے بھی ہیں کہ یہ اقتدار بڑے چاؤ رچاؤ سے گلے میں ڈال کر فخر و سرور اور تکبر و غرور کا سر اونچا کیے رکھتا ہے اور خود کو ’’اربـابـاً من دون اللہ‘‘ کا ابوالحکم سمجھے رہتا ہے اور نہیں جانتا کہ ایسے ابوالحکم کی انتہا ابوجہل ہے۔

جو لوگ صحرائے زیست کو گلشن رعنا بنانے کے لیے اپنی عمر گنوا دیتے ہیں اور سب مال و منال اور توانائیاں لٹا دیتے ہیں مگر لیلائے اقتدار کے ساتھ شب باشی ان کے نصیب میں نہیں ہوتی اور شہر سیاست کی کڑی دھوپ میں انہیں زلفِ اقتدار کی گھنی چھاؤں تک میسر نہیں آتی تو حسرت و یاس کی یہ جامد تصویریں اور ان کی اذیت ناک پستی عبرت کا مرقع بن کے رہ جاتی ہے۔ پھر یہ وحشی سیاست انتقال کی تاریکیوں کے سانچے میں ڈھل کر سیاسی قحبہ گری کو پیشہ بنالیتا ہے اور اقتدار کی دیوی چھیننے والوں کو کوستا ہے۔ تمام پرویزی حیلوں اور اشتری چالوں سے خواص اور مقتدرین کو بلیک میل کرتا ہے اور یوں آئندہ الیکشن تک اپنے زخم چاٹتا رہتا ہے۔

ضرورتوں، حاجتوں اور خواہشوں میں گھرے پسے ہوئے لوگ ان گرگ باراں دیدہ کو نام ور سمجھتے ہیں‘ ان کی جا و بے جا تعریف کرتے ہیں‘ ان کی نظر نوازی کی تمنا سینے میں سلگائے عذاب النار میں مبتلا رہتے ہیں اور موقع ملنے پر پیاسے کتے کی طرح آرزوؤں کی زبان لٹکائے ان کی دہلیز چاٹنے سے بھی نہیں چوکتے اور دم ہلاتے ہوئے کبھی امریکہ پدھارتے ہیں‘ کبھی لندن یاترا کرتے ہیں اور کبھی فرانس جا کے گھٹنے ٹیکتے ہیں۔

پاکستان میں برس دنوں سے سیاسی ناٹک رچایا جا رہا ہے اور اس ناٹک کے بدکردار ایکٹرز وہی سرمایہ دار ، جاگیردار اور بیوروکریٹس ہیں جو کبھی پنجاب سے سر اٹھاتے ہیں‘ کبھی سندھ سے گھومتے ہیں۔ کبھی بلوچستان‘ اور سرحد سے آنکھیں نکالتے ہیں۔ یہ آنکھ مچولی امت کی فلاح اور پاکستان کی بقا کے لیے نہیں ہوتی۔ اگر چہ نعرہ اسلام اور پاکستان کا ہوتا ہے مگر اس غوغا آرائی اور شور و شغب سے مقصود صرف اقتدار کی ’’گاڈیس سے وصل‘‘ ہوتا ہے اور اقتدار کی یہ ’’ڈھڈو‘‘ جب تک چاہتی ہے اپنی کافرانہ اداؤں اور لذتوں سے ان بوالہوسوں کو آشنا کرتی رہتی ہے۔ پھر جب بھی ان بتانِ بے رنگ کے مقابلے میں کوئی دوسرا بت گل رنگ دکھائی دیتا ہے۔ یہ چڑیل ٹھڈے مار مار کر گھسیٹ گھسیٹ کر ان کو خاسرین کے گڑھے میں پھینک دیتی ہے۔ پھر یہ خاسرین بدرنگ کاروں، ویران کوٹھیوں میں سازشوں اور بدمعاشیوں میں مصروف ہو کر اپنی حرماں نصیبیوں کا مداوا ڈھونڈنے لگ جاتے ہیں اور مسافران راہ حق کا کوئی دل جلا ان مغرور و متکبر کفر شیوہ‘ شرک پیشہ وڈیروں کے سامنے حق کی صدائے رستاخیز بلند کرتے ہوئے دکھائی دیتا ہے کہ......

چمن والوں سے مجھ صحرا نشیں کی بودوباش اچھی
بہار آ کر چلی جاتی ہے ویرانی نہیں جاتی

قارئین کرام! ان خوفناک، سنگین اور کربناک حالات میں میری اور آپ کی بھی کچھ ذمہ داری ہے۔ ہم اپنے اہل و عیال اور آل اولاد کے ذمہ دار ہیں۔ قیامت کے دن ان ذمہ داریوں کے بارے میں جوابدہ بھی ہیں۔ ہم اپنی پوری ذہنی و قلبی توانائیوں سے ان کی ایسی تربیت کر جائیں کہ وہ آنے والے دنوں کے تپتے ہوئے ریگزاروں کو مرغزار بنا سکیں، سیاست کی پیداوار ویرانیوں کو رونقوں اور کامرانیوں میں بدل سکیں، اقتدار کی پھیلائی ہوئی وحشتوں کو محبتوں کا روپ دے سکیں، محبتیں عام کر دیں......وہ محبتیں جو ہمیں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا سچا غلام بنا دیں اور یہود و نصاریٰ کے پھیلائے ہوئے جال کو عمل کی قوت سے تار تار کر دیں!

(۳۰؍دسمبر ۱۹۹۴ء)

جاوید چودھری

آیئے! معجزے کا انتظار کریں!

آپ حکمرانوں کی مثال لیجیے! شاہ ایران محمد رضا پہلوی ۱۹۴۱ء میں تخت نشین ہوا۔ وہ خادم مغرب کہلاتا تھا۔ اس نے ایران میں سرمایہ دارانہ معیشت پروان چڑھائی، وہ امریکی صدر کو اپنا باس کہتا تھا اور واشنگٹن کو ایران کا دارالحکومت۔ امریکہ نوازی کی انتہا دیکھیے! شاہ ایران نے ملک میں موجود تمام امریکیوں کو سفارتی حیثیت دے دی۔ اس وقت ایران دنیا کا واحد ملک تھا جس میں جو بھی امریکی قدم رکھتا' اسے سفارت کار کا سٹیٹس حاصل ہو جاتا۔ دنیا میں امریکہ سے باہر کیلی فورنیا یونیورسٹی کی صرف ایک شاخ تھی اور وہ ایران میں تھی۔ شاہ ایران کا خیال تھا۔ امریکہ اس کا دوست ہے۔ لہٰذا اس کی باری کبھی نہیں آئے گی لیکن جب ۱۹۷۹ء میں انقلاب آیا تو امریکہ دنیا کا پہلا ملک تھا جس نے شاہ ایران کو پناہ دینے سے انکار کیا، شاہ ایران مارا مارا پھرتا رہا لیکن امریکہ نے اسے علاج تک کے لیے نیویارک نہ اترنے دیا' یہاں تک کہ جب اس کا انتقال ہوا تو لواحقین اس کی نعش اٹھا اٹھا کر پھرتے رہے مگر امریکہ کے خوف سے کوئی ملک شاہ کی میت کو چھے بائی دو فٹ جگہ دینے کے لیے تیار نہیں تھا۔ آخر مصر کو رحم آیا اور مرحوم بادشاہ کو قاہرہ میں قبر نصیب ہوئی۔

اناس تا سیو سو ہزار نکارا گوا میں امریکہ کا دوست تھا۔ وہ اور اس کا والد برسوں امریکہ کے سپاہی بن کر کیمونزم کے خلاف لڑتے رہے۔ اناس تا سیو کا خیال تھا کہ اس کی باری کبھی نہیں آئے گی لیکن جب اسے نکارا گوا سے بھاگنا پڑا تو امریکہ نے اسے پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ یہ اناس تا سیو سو ہزار پیرا گوا کے شہر ''اسنشن'' میں انتہائی کسمپرسی کی حالت میں مرا۔ فلپائن کا فرڈی ننڈ مارکوس بھی امریکہ کا دوست تھا۔ وہ فلپائن میں ۲۰ سال تک امریکی دوستی کا حق ادا کرتا رہا۔ اس نے امریکہ کے ایماء پر ہزاروں کمیونسٹ ذبح کر دیئے۔ ۱۹۸۶ء میں امریکہ نے اسے اقتدار چھوڑنے کی ہدایت فرمائی۔ مارکوس نے باس کے حکم پر سر تسلیم خم کیا اور ملک سے فرار ہو گیا۔ اس کا خیال تھا' وہ امریکہ چلا جائے گا لیکن امریکہ نے پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ امریکہ کا دوست مارکوس بھی ۱۹۸۴ء میں ہونولولو میں بے وفائیوں کے شکوے کرتے کرتے مرا۔ انگولا کے باغی لیڈر جوناس سیومبی نے ۱۹۹۲ء میں امریکہ کے ایماء پر کمیونسٹوں سے امن معاہدہ کیا۔ سی آئی اے نے اس کی امداد روک لی۔ سیومبی پر کمیونسٹوں کی تنظیم ایم پی ایل اے نے حملہ کر دیا۔ وہ امریکہ میں مدد مانگتا ہوا ہلاک ہوا۔ پانامہ کے جنرل نوریگا نے ۲۵ سال امریکہ کی خدمت کی لیکن امریکہ نے پانامہ پر فوج کشی فرمادی۔ نوریگا کو گرفتار کیا، اس پر منشیات کا کیس بنایا اور عدالت سے سزا دلا کر اسے جیل میں ڈال دیا۔ امریکہ نے ۱۹۷۹ء میں رہوڈیشیا کے بشپ ایبل مزوریوا کو موغابے اور

نکولو کے خلاف ہلاشیری دی بعدازاں یہی بشپ امریکی دوستی کے طفیل عبرت کا نشان بن گیا۔ چلی کے اوگسٹو پنوشے نے ملک کو خانہ جنگی اور کمیونزم سے بچایا۔ ۱۷سال امریکہ کی خدمت فرمائی۔ ۱۹۹۰ء میں امریکہ کے حکم پر حکومت چھوڑی، لندن میں پناہ لی تو اسے نظر بند کر دیا گیا۔ وہ امریکہ کو مدد کے لیے دہائی دیتا رہا لیکن پنوشے کی باری آ چکی تھی۔

آپ ملکوں کی مثال لیں! دوسری جنگ عظیم کے بعد ۲۳ممالک کا خیال تھا ''ہماری باری نہیں آئے گی'' لیکن امریکہ نے ان ممالک پر ۷۹ فوجی حملے کئے۔ چین ہو، کوریا ہو یا گوئٹے مالا، انڈونیشیا، کیوبا، کانگو، پیرو، لاؤس، ویت نام، کمبوڈیا، گرینیڈ، لبنان، لیبیا، ایلسلواڈور، نکاراگوا، پانامہ، سوڈان، پورٹوریکو، یوگوسلاویہ، یوراگوٹ، البانیہ، زائر، ہیٹی بوسنیا، صومالیہ، لائبیریا، بولیویا، افغانستان یا پھر عراق' ہر وہ ملک جس نے خود کو امریکہ سے محفوظ سمجھا۔ جو یہ کہتا تھا ''ہماری باری کبھی نہیں آئے گی'' اس ملک پر امریکی فوج بھی اتری، امریکی بارود بھی پھٹا اور امریکی طیاروں نے اس ملک پر بم بھی برسائے، یہ امریکہ کی ۱۸۹۰ء سے اپریل ۲۰۰۳ء تک کی فوجی تاریخ ہے۔ اس تاریخ میں افغانستان اور عراق جیسے درجنوں ملک شامل ہیں۔ کسی دانشور نے کہا تھا ''آپ امریکہ کی مخالفت کریں تو امریکہ آپ کو منہ مانگی قیمت دے کر خرید لے گا لیکن اگر آپ اس کے دوست بن گئے تو وہ آپ کو سستے داموں بیچ دے گا۔''

ہم بھی امریکہ کے دوست ہیں۔ وہ کے آر ایل پر پابندیاں لگا رہا ہے۔ وہ ہم پر الزام لگاتا ہے' ہم شمالی کوریا کو ایٹمی مواد دے رہے ہیں۔ ہالینڈ کے انسپکٹر ۲۹ اپریل کو کیمیکل معائنے کے لیے پاکستان آ رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے 'پاکستان اس کارخانے میں کیمیائی ہتھیار بنا رہا ہے۔ جیک سٹرا اور کولن پاؤل ہمیں تمیز سے رہنے کے مشورے بھی دے رہے ہیں۔ لیکن ہمارا خیال ہے ''ہماری باری نہیں آئے گی'' ہماری باری واقعی نہیں آئے گی کیونکہ ہم عراق، پانامہ اور فلپائن سے کہیں زیادہ امریکہ کے دوست ہیں۔ لہٰذا ہماری وفاداری تقاضا کرتی ہے' ہماری باری کبھی نہ آئے۔ مگر افسوس! یہ کبوتروں جیسی خوش فہمی ہے۔ کبوتر سمجھتے ہیں' ہم تک پہنچتے پہنچتے بلی کی فطرت بدل جائے گی۔ یقیناً عراق کے بعد امریکہ کی خو بھی تبدیل ہو چکی ہے۔ وہ اب توبہ تائب ہو گا۔ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے گا اور گدڑی اوڑھ کر باقی زندگی اطمینان سے گزار دے گا اور کبوتر پورے اطمینان سے انڈے دیتے رہیں گے۔ ایسی خوش فہمی کبوتر پال سکتے ہیں، ورنہ دنیا میں کون نہیں جانتا ہاتھی کتنا ہی مہذب کیوں نہ ہو جائے وہ سونڈ ہلائے بغیر سو نہیں سکتا اور بچھو خواہ مسجد ہی میں جنم کیوں نہ لے، وہ ڈسے بنا نہیں رہ سکتا۔ جس امریکہ نے غیر نیوکلیائی ملک عراق کو نہیں بخشا' وہ جوہری اسلامی طاقتوں کو معاف کر دے گا؟ یہ تاریخ انسانی کا سب سے بڑا معجزہ ہو گا۔

(مطبوعہ: روزنامہ ''جنگ'' ۲۵/اپریل ۲۰۰۳ء)

اطہر ہاشمی

تیر نیم کش

ہم نے کبھی دیکھا تو نہیں، صرف سنا ہے کہ شتر مرغ کسی خطرے کو سامنے دیکھ کر ریت میں منہ چھپا لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خطرہ ٹل گیا، اس کی جان بچ گئی۔ اگر جان بچ جاتی ہوگی تو یقیناً پر پھلا کر دعویٰ کرتا ہوگا کہ وہ بہت بہادر ہے اور دوسرے پرندوں کو بزدلی اور کم ہمتی کا طعنہ بھی دیتا ہوگا۔

شتر مرغ بھی خوب جانور ہے، یعنی اونٹ بھی، پرندہ بھی۔ پرندوں کی طرح اڑ سکتا، اس لیے ریت میں منہ چھپاتا ہے اور اونٹ کی طرح دوڑتا ہے، گویا اس ایک جانور پر دو دو ٹوپیاں سجی ہیں۔

جمعرات ۲۴ر اپریل کو صحافیوں کے جمعہ بازار میں صدر مملکت نے بڑی پتے کی بات کہی، ویسے تو ان کی ہر بات پتے کی ہوتی ہے کیونکہ ''کلام الملوک، ملوک الکلام'' یعنی بادشاہ کا کلام' کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ مگر ساڑھے تین گھنٹے کے شو میں ہمیں جو بات سب سے زیادہ پسند آئی، وہ یہ تھی کہ صدر صاحب نے بتایا کہ ایک سینئر بین الاقوامی رہنما نے ان کو نصیحت کر رکھی ہے کہ جب کسی طوفان کا سامنا ہو تو اپنا سر نیچے کر لینا چاہیے، ورنہ سر بھی جائے گا۔

ہمارے صدر صاحب اس نصیحت کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں اور بارہا اس پر عمل کر چکے ہیں۔ ان کا سر بحمد للہ بچا ہوا ہے، بہت سے سر اپنے شانوں پر نظر نہیں آ رہے تو یہ ان کی حماقت کہ طوفانوں کے سامنے مردانہ وار سر اٹھا کر کھڑا رہے اور سر جھکانے پر سر کٹانے کو ترجیح دے بیٹھے۔ ویسے سر جھکانے سے دستار گر پڑتی ہے لیکن اس کی پروا کسے ہے۔ جو سر کسی طوفان کے آگے جھکنے پر تیار رہے، اس پر دستار زیب بھی تو نہیں دیتی۔ بعض دستاریں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کے نیچے سر نہیں ہوتے۔

ممکن ہے، یہ نصیحت کسی امریکی رہنما نے کی ہو کیونکہ اب عالمی رہنما کا فریضہ امریکیوں ہی کے پاس ہے، گمان ہے کہ یہ نصیحت افغانستان پر حملے سے پہلے اس وقت کی گئی ہوگی جب ٹیلی فون پر پوچھا گیا تھا کہ تم ہمارے ساتھ ہو یا ہمارے خلاف؟ پتہ نہیں کیوں عساکر پاکستان کے سپہ سالار اور ایک کمانڈو جنرل کے منہ سے یہ الفاظ اچھے نہیں لگے۔ کچھ دن پہلے بھی تو علامہ اقبال کی مثالیں دی جا رہی تھیں جو کہتے ہیں کہ ''مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی'' بڑے فخر سے ان مسلمانوں کی مثالیں دی ہیں جو توپ کے منہ میں کود گئے، بحر ظلمات میں گھوڑے دوڑا دیئے۔ جن کی نظروں میں جہانداروں کی شان جچتی ہی نہ تھی، کیسے لوگ تھے کہ عزت دے کر سر نہ بچا لے گئے، دور کیوں جایئے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں

جب پاکستان کی سرحدوں پر ٹینکوں کی سب سے بڑی جنگ لڑی گئی اور بھارت کے روسی ساختہ دیوہیکل ٹینک چڑھے چلے آرہے تھے تو کتنے ہی جوان شوق شہادت میں اپنے سینے پر بم باندھ کر ٹینکوں کے نیچے آگئے، دوسروں کے سر بچانے کے لیے اپنا سر دے دیا۔ کیا یہ دیوانے تھے؟ یا ان تک کسی بین الاقوامی رہنما کی نصیحت نہیں پہنچی تھی؟ لیکن اس نصیحت پر فوج بھی عمل کرنے لگے تو طوفانوں کو کون روکے گا؟ غنیمت ہے کہ یہ نصیحت ابھی عام پاکستانی جوان تک نہیں پہنچی جو طوفان سے لڑنا جانتا ہے، سر بچانے اور سر چھپانے کی فکر ابھی محدود ہے۔

ہمارے جنرل صاحب نے بعد میں یہ کہہ کر ہمارا مان بڑھا دیا اور خون کی گردش تیز کر دی کہ ایمان مضبوط ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ کیا ہمارا ایمان اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ ہم دشمن سے ڈر جائیں، یہ ہوئی جنرلوں والی بات، لیکن سر چھپانے اور ایمان کے بھروسے پر ڈٹ جانے میں ہمیں کچھ تضاد سا محسوس ہو رہا ہے۔ شاید یہ ہماری کم فہمی یا کج فہمی ہے، کسی کی کج ادائی یا کج فکری نہیں۔

صدر صاحب کا ہر پروگرام ہم بڑی توجہ اور دلچسپی سے دیکھتے ہیں، اس میں عبرت کا بڑا سامان ہوتا ہے۔ بعض اوقات تو سامان بھی نہیں ہوتا۔ ہمارا ایک اور پسندیدہ پروگرام ساس بہو کی لڑائی سے متعلق آگ اور پانی ہے۔ اس میں بڑا سامان عبرت ہے۔ لیکن ہم نے جمعرات کی شب صدر صاحب کے پروگرام کو ترجیح دی، اس سے ہماری پسندیدگی کا اندازہ لگا لیجیے۔ پی ٹی وی ورلڈ سے یہ پروگرام تمام رات نشر ہوتا رہا کیونکہ بیچ بیچ میں کوئی کام کا پروگرام مثلاً خبریں وغیرہ بھی دکھا دی جاتی تھیں۔ ہم نے جی بھر کر دیکھا اور لفظ لفظ کو حرزِ جان بنا لیا۔ گزشتہ ساڑھے تین سال میں، جنرل صاحب میں قابلِ تعریف اعتماد آیا ہے۔ شروع شروع میں تو وہ ایک کھرے فوجی معلوم ہوتے تھے مگر اب تو اقتصادیات کی باریکیاں بھی نوکِ زبان ہیں یا فنگر ٹپس پر ہیں۔ پھر بھی انکسار کا یہ عالم ہے کہ کہتے ہیں ''میں تو سائنس کا طالب علم ہوں، شاید اسی لیے سیاست کی سائنس پر عبور حاصل کر لیا ہے۔'' مذکورہ خطاب میں انہوں نے اس کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔

صدر صاحب گالف کے ماہر کھلاڑی ہیں۔ گیند پر خوب ضرب لگاتے ہیں۔ انہوں نے متحدہ حزب اختلاف میں سے نواز لیگ اور پیپلز پارٹی کو کاٹنے کے لیے یہ عندیہ دیا کہ پیپلز پارٹی کے رہنما مخدوم امین فہیم مجوزہ سلامتی کونسل میں حزب اختلاف کے پارلیمانی رہنما کی حیثیت سے بیٹھیں گے۔ جبکہ یہ حق متحدہ مجلس عمل کو حاصل ہو چکا ہے۔ باہر سے ہدایت لینے کے بارے میں جاوید ہاشمی نے خوب کہا ہے کہ وہ جو لندن سے ہدایات لیتے ہیں، ان کو تو آپ نے سندھ کا گورنر بنا دیا۔ بہر حال تقریر کا ہر پہلو توجہ کا مستحق ہے مگر خیر چھوڑیئے! ہم علامہ اقبال کا ایک شعر پیش کئے دیتے ہیں:

میر سپاہ نا سزا ، لشکریاں شکستہ صف
آہ وہ تیر نیم کش، جس کا نہ ہو کوئی ہدف

لیکن اس تیر نیم کش کے ہدف کئی ہیں۔

سید یونس الحسنی

پہنچی وہیں پہ خاک......!

مرزا قادیانی کاروانِ سحر کے مقابل نقیبِ ظلمت تھا، طلسم لذت وغفلت کا منّاد تھا وہ شمع ایمان گُل کرنے والا طوفان بلا'اس کا قلب سیاہ' دین خداوندی کی بجائے ملکہ وکٹوریہ کی محبتِ بیکراں سے معمور'صداقت ودیانت سے بے بہرہ' نورعزوشرف سے دوراور شرم وحیا کے عدوئے پرفتورتخت افرنگ کی سرپرستی میں مجدد'امام مہدی'مسیح موعوداورآخر کارنبی و رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ظلّی بروزی اورامتی نبی کا کھڑاک کرتے ہوئے مکمل نبی بن بیٹھا۔پھرحرمت جہاد کا فتویٰ دے کر حریت پسندوں کی پیٹھ میں خنجر گھونپا۔علمائے اُمت کے تعاقب کرنے پر بلبلا اٹھااور ملکہ برطانیہ کواپنی خدمات یاددلاتے ہوئے کہ''احمدیت آپ کا خودکاشتہ پوداہے'' حفاظت کے لیے سوالی ہوا۔انگریزی حصارتا بہ کے قائم رہتا'ہونی ہوکررہتی ہے'سوخالقِ کائنات نے شرک فی النبوت کے مرتکب کوکثرت بول کی بیماری لگادی وہ''دن میں سوسوبارپیشاب کرتا ہوا ہیضےاور طاعون کی ملی جلی وباسے عبرت ناک موت کا نخچیربن گیا۔اس نے اپنی تکذیب وتصدیق کے لیے اپنی ہی پیش گوئیوں کوکسوٹی ٹھہرایا۔آئینہ کمالات اسلام طبع دوم ص۲۲۲ پرلکھا کہ:

''میرے سچے جھوٹے ہونے کا سب سے بڑا معیارمیری پیشین گوئیاں ہیں اگروہ سچی تو میں سچا اگروہ جھوٹی تو میں جھوٹا''۔

پیشین گوئی کا مطلب کسی آنے والےامرکی قبل ازوقت خبردیناہے۔یوں توہرکوئی عقل کی فسوں خیزی کے تحت مستقبل کے متعلق اندازے قیافے لگالیتا ہےان میں ایک آدھ صحیح اوران گنت غلط ہوتے یاہوسکتے ہیں'لیکن جب رسول ونبی کسی امراستقبال کی خبردیں تو وہ ہمیشہ سچی ہوتی ہے۔اس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔معلوم ہواکوئی مدعی نبوت ایک سوپیش گوئیاں کرےاوراگر

(الف) ننانوے صحیح اورایک غلط ہوتو بھی جھوٹا

(ب) ننانوے غلط اورایک صحیح تب بھی کذاب

(ج) نصف صحیح اورنصف غلط پھربھی مفتری

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک شخص شاندار پوشاک میں ملبوس ہے۔اس پرکسی طرح گندگی کی ذراسی چھینٹ پڑجاتی ہےتو اصولِ شرعیہ کے مطابق اس کے کپڑے پلید ہیں وہ نماز نہیں پڑھ سکتا۔گندگی کا چھینٹا بڑا ہوتب بھی لباس

ناپاک، کم ہوتو بھی نادرست ۔مرزا نے اپنی کتاب تذکرہ ص۵۹۱ طبع سوم میں پیش گوئی کی ''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں''اس کا حال سب پر منکشف ہے کہ وہ لاہور میں مرا' قادیاں میں دفن ہوا۔بات پکی ہوگئی کہ اللہ کے نبی کی زبان سے جھوٹی بات نکل ہی نہیں سکتی جبکہ مرزا کی اڑائی ہوئی غوزیں قدم بہ قدم غلط ثابت ہوئیں ۔ملکہ وکٹوریہ کا یہ غاشیہ بردار درحقیقت ایک قاصر ہمت قابو چی تھا۔اس کی پیش گوئیاں اورالہامات ایسے فریبی پیر کی مانند ہیں جو بے اولادوں کوتعویز برائے اولاد دیتے وقت اس میں ''لڑکی نہ لڑکا'' کے الفاظ لکھ دیتا تھا۔اب اگرکسی کے ہاں لڑکی ہوتی تو وہ شکوہ کرتا کہ ہمارے ہاں تو صیغۂ تانیث وارد ہوگیا جبکہ ہم تذکیر کے متمنی تھے۔تو پیرفوری طور پران سے تعویذ لے کرکھولتا اورانہیں دکھاتا کہ میں نے لکھ دیا تھا کہ ''لڑکی ......نہ لڑکا''۔وہ خاموش ہوجاتا۔لڑکی کے طلبگار کولڑکا ملتا تو اس کی شکایت پر بھی وہی عمل دھرایا جاتا کہ میں نے تو لکھ دیا تھا کہ ''لڑکی نہ......لڑکا''۔وہ بھی اپنے نصیب پر شاکر ہوجاتا۔لیکن ایسا غوطم چارہ کب تک جاری رہ سکتا ہے اسے عبرت ناک انجام تک تو بہرحال پہنچنا ہوتا ہے جلد یا بدیر' بالاقساط یا بالکلیہ۔اسی سلسلے کی ایک پیش گوئی ملاحظہ فرمائیے جو مرزا نے اپنے مرید خاص میاں منظور لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کی اولاد کے متعلق کی۔خیال رہے یہ آسمانی نکاح والی محمدی بیگم نہیں بلکہ دوسری ہے۔مرزا نے الہام کے ذریعے بتایا کہ میاں منظور کے ہاں لڑکا ہوگا۔مشیت الٰہیہ دیکھیئے کہ لڑکی پیدا ہوئی لوگوں نے غل مچایا کہ یہ الہام جھوٹا نکلا۔دجال قادیان نے غضبناک ہوکر کہا ''میں نے کب کہا تھا کہ اس دفعہ لڑکا ہوگا۔وہ ضرور پیدا ہوگا اور ضرور ہوگا اوراس کے نو نام ہوں گے ساتھ ہی ناموں کی تفصیل بھی ہے یہ الہام اخبارالبدر ۲۱رجون ۱۹۰۶ء میں چھپا۔لیکن ہوا یہ کہ جولڑکی پیدا ہوئی وہ تین ماہ بعد چل بسی اور چھ ماہ بعد ہی محمدی بیگم بھی فوت ہوگئی۔سال بعد میاں منظور فالج سے مرگئے اس طرح یہ پیش گوئی بھی مرقعہ عبرت بن کر رہ گئی۔اب عذر گناہ بدتر از گناہ بھی دیکھئے مرزا کے ایک اور مرید منظور الٰہی نے ڈوبتے وقت تنکے کا سہارا لینے کی ٹھانی اورالبشریٰ جلد۲ ص۱۱۶ پر یہ پیش گوئی درج کرکے نوٹ لکھا ''اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ یہ پیش گوئی کب اور کس رنگ میں پوری ہوگی ۔گو''حضرت اقدس'' نے یہ وقوعہ محمدی بیگم کے ذریعے فرمایا تھا مگر چونکہ وہ فوت ہوچکی ہے اس لیے اب نام کی تخصیص نہ رہی ۔بہر صورت یہ پیش گوئی متشابہات سے ہے''۔

غور کیجیے اس پیرتسمہ پا کی حرکات سے کس قدر مشابہت ہے۔اب ایک قدم آگے بڑھ کرپیش گوئی اور متشابہات کوہم معنیٰ بنادیا۔اسی کوتلبیس کہتے ہیں۔قادیانیت کے شجرِ خبیثہ کے تمام برگ وباراسی مہلک ہتھیار سے مسلح ہیں۔اس گروہِ نابکاراں نے بتانِ آب وگل کومعبود بنالیا' نفس وشیطان کی بندگی کی،اسلامیوں کی ردائے امن وآشتی کوداغدار کرنے کی مذموم سعی کی'خیر کے ساتھ شرانگیزی کی،لوگوں کوالٹے سیدھے آڑے ترچھے ''الہامات'' کے گھن چکر میں پھنسا کرمن چاہے نتائج حاصل کرنا چاہا،فرنگیوں کی سرپرستی میں امت مسلمہ کوبرغمال بنانے کی تگ ودود، کی اوران کی چاکری پر ہمیشہ ناز کیا۔

الغرض یہ شرار بولہبی ہر پل چراغ مصطفوی سے ستیزہ کار رہا۔۱۹۷۴ء اس غارتگرِ دین وایماں طبقے کی جارحیت کا دندان شکن جواب دیا گیا۔۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کے نفاذ سے اس کا سر کچلا ہی چاہتا تھا کہ امام المرتدین اپنے مربیوں کی ''آغوشِ رحمت'' میں جا دُبکا۔ انہوں نے بڑے مرزے سے کئے وعدے ایفا کرتے ہوئے ایک قیمتی قطعہ اراضی دے کر اس ''خود کاشتہ پودے'' کی خوب آبیاری کی تا آنکہ وہ پھر سے پاؤں پسارنے لگا۔ انیس برس تک وہ پاکستان اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو اپنے تکفیری فتووں اور نفرت انگیز پراپیگنڈہ مہم کا نشانہ بناتا رہا۔ تاجِ برطانیہ نے اپنی ملکہ کے سیاسی عاشق نامراد کی آبرو باختہ اولاد کو ہر طرح کمک بہم پہنچائی مگر نظامِ الٰہیہ کے سامنے وہ مکمل طور پر بے بس و بے بضاعت تھے۔ رب العزت اپنے محبوب سیّد ولد آدم رسول آخریں ﷺ کی نبوت ورسالت کو متشابہ بنانے والے دہشت گرد کو تمام سہولتوں کے باوجود دیارِ غیر میں ایڑیاں رگڑتے واصل نار کر دیا۔ معتبر ذرائع کے مطابق اس کا مسخ شدہ چہرہ جدید میک اپ کے بعد منظر عام پر لایا گیا تاکہ دیکھنے والے بدک نہ جائیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ وطن کی مٹی اُسے نصیب نہیں ہوئی کہ وہ اس سے بھی مخلص نہیں تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

مارا دیارِ غیر میں اس کو وطن سے دور
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

ماھانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 26 جون 2003ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی **سید عطاء المہیمن بخاری** دامت برکاتہم

(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام

اکابرِ اسلام اور قادیانیت

آپ نے دیکھا کہ کس طرح قادیانی ذرائع ابلاغ اصل حقائق کو چھپا کر لوگوں کو جل دینے کی کوشش کرتے ہیں یوں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ دوسروں کو بے وقوف بنانے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ حالانکہ سب سے بڑا بے وقوف وہ خود ہوتا ہے جو ایسا کہتا ہے۔ تاریخ احمدیت کے مصنف مولوی دوست محمد شاہد سے پوچھا جائے کہ جس طرح تم نے تاریخ احمدیت جلد پنجم کے صفحات پر مرزا بشیر الدین محمود کے تقدس کا فائز قائم کرنے کی کوشش میں زمین وآسمان کے قلابے ملائے ہیں۔ کیا تم اس کوشش میں کامیاب ہوگئے ہو۔ یہ تحریریں جو میں نے آپ کے اس نام نہاد تقدس کے جواب میں پیش کی ہیں ان کا قادیانیوں کے پاس کیا جواب ہے؟ اب دوسری شہادت ملاحظہ کیجیے جو عبدالرحمٰن مصری کے بیٹے الحافظ بشیر احمد مصری جو بعد میں احرار کی وساطت سے مسلمان ہوگئے تھے' کی ہے۔ جس کا تعارف ''قادیانیت سے اسلام تک'' کے مصنف جناب محمد متین خالد صاحب' کتاب کے صفحہ ۱۱۱ پر یوں کراتے ہیں۔

> ''الحافظ بشیر احمد مصری ۱۹۱۴ء میں ہندوستان کے قصبہ قادیاں میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے عربی میں بی اے آنرز میں ڈگری لی۔ آپ جامعہ الازہر (مصر) سے بھی فارغ التحصیل ہیں۔ اور لندن سے صحافت (Journalism) میں بھی سند یافتہ ہیں۔ آپ کی زندگی کے بیس برس مشرقی افریقہ میں بسر ہوئے۔ جہاں وہ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر کے علاوہ بہت سی انجمنوں اور سماجی اداروں کے ذمہ دارانہ عہدوں پر کام کرتے رہے۔ ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۸ء تک پانچ برس آپ ماہنامہ 'اسلامک ریویو' کے ایڈیٹر رہے۔
>
> معروف قادیانی لیڈر عبدالرحمٰن مصری کے صاحبزادے تھے۔ عربی' انگلش' اردو اور فارسی کے فاضل تھے۔ ان کے والد قادیانی خلیفہ مرزا محمود کے دستِ راست تھے۔ مرزا محمود ایسا ہوس پرست' خواہشاتِ نفسانیہ کا پجاری اور زنا کا ربیوپاری تھا۔ کہ اپنے دوستوں کی اولاد پر ہاتھ صاف کرنا' یا ان کی عزتوں سے کھیلنا' اس کی لغت میں کوئی معیوب نہ تھا۔ اس نے اپنی ہوس کا نشانہ عبدالرحمٰن مصری کے خاندان کو بنایا۔ مصری نے مرزا محمود کو ایسے درمندانہ خطوط لکھے۔ جس نے مرزا محمود کی تقدس مآبی کو خاک میں ملا دیا۔ خطوط میں مصری نے اپنی مظلومیت کو ایسے انداز میں ثابت کیا ہے' جسے پڑھ کر دل کانپ جاتا ہے۔ عبدالرحمٰن مصری نے مرزا محمود کے کرتوت دیکھ کر ''لاہوری گروپ'' میں شمولیت اختیار کرلی۔ ''آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا'' حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کہا کرتے تھے کہ عبدالرحمٰن نے غلط کار پایا محمود کو اور سزا دی اس کے ابا مرزا قادیانی کو کہ وہ پہلے

اسے نبی مانتے تھے پھر ولی ماننے لگے۔ حافظ بشیر احمد مصری لاہوری گروپ کے مرکز ووکنگ مسجد لندن کے امام بن گئے۔ ۱۱فروری ۱۹۶۸ء کو مناظرِ اسلام مولانا لال حسین اختر نے ووکنگ مسجد میں تقریر کی۔ تقریر کے اختتام پر حافظ بشیر احمد نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا (یہاں صرف اعلان کیا ہوگا ورنہ مسلمان تو وہ افریقہ روانہ ہونے سے پہلے ۱۹۴۰ء میں ہو چکے تھے) اور مسجد مسلمانوں کے سپرد کر دی۔ آج بھی وہ مسجد مسلمانوں کے پاس ہے۔ مرزا طاہر نے جب مباہلہ کا چیلنج دیا تھا تو اس کی کاپی حافظ بشیر احمد مصری کو بھی بھجوائی۔ خدا کا کرم دیکھئے مصری صاحب نے اس کا جواب لکھا۔ مرزا محمود سے مرزا طاہر تک اس کے تمام خاندان کو زانی ’شرابی‘ بدکار‘ اغلام باز نہ معلوم کیا کچھ تحریر کیا۔ مرزا طاہر کو سانپ سونگھ گیا۔ مصری نے اس کا اردو اور انگلش ایڈیشن شائع کرایا۔ مصری صاحب ہر سال ختم نبوت کانفرنس برطانیہ میں شرکت کرتے تھے۔ عالمی مجلس کے رہنماؤں سے ان کے والہانہ تعلقات تھے۔ چند سال ہوئے فوت ہوگئے ہیں۔ قدرت ان سے رحم وکرم کا معاملہ فرمائے۔

الحافظ مصری صاحب برطانیہ میں ایک امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ ریڈیو پر آپ کے خطاب ٹیلیویژن پر تقاریر‘ مکالمات اور مختلف جرائد میں مضامین نے اس ملک میں انہیں قابلِ رشک ادیبانہ اور فاضلانہ مقام دیا۔ ان کی ایک کتاب انگریزی اور عربی میں ’’الجرفق بالحیوانات فی الاسلام‘‘ (اسلام میں جانوروں کے حقوق) (The Islamic concern for animals) کے عنوان سے چھپی۔ جس میں سو کے قریب آیاتِ قرآنی اور پچاس کے قریب احادیثِ رسول ﷺ کے حوالہ جات سے اس موضوع پر روشنی ڈالی گئی۔ یہ کتاب ساری دنیا میں خصوصاً مغربی ممالک میں بہت مقبول ہو رہی ہے۔ اس موضوع پر جو بہت جامع ہے ’’اسلام اور حیوانات‘‘ کے عنوان سے انگریزی میں زیرِ طبع ہے۔ موصوف کئی دوسری کتابوں کے بھی مصنف ہیں‘ جو انگریزی میں ہیں۔

زیرِ نقطہ مضمون میں مصری صاحب نے اپنے ذاتی مشاہدات پر مبنی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے جو سب مسلمانوں کی آنکھیں کھول دے گا۔ خصوصاً ان سیدھے سادے نوجوانوں کے لیے جو قادیانیت جیسے دھوکہ بازوں کے دامِ فریب میں پھنس سکتے ہیں یا ان کی مظلومیت سے متاثر ہیں۔

بشیر احمد مصری کی شہادت

’’سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا افسانہ کیا‘‘

دوسری گواہی

’’میرے بہت سے دوستوں نے متعدد مرتبہ مطالبہ کیا ہے کہ میں قادیانیت پر مبنی اپنے مشاہدات اور خیالات قلم بند کروں۔ تاکہ میری زندگی میں ہی وہ ضبطِ تحریر میں آجائیں۔ اس مختصر مضمون میں یہ ممکن نہیں کہ تفصیلات میں جایا جائے۔ اس لیے میں اختصار کے ساتھ صرف ان حالات کا خلاصہ درج کر رہا ہوں۔ جن کی بنا پر میں

نے قادیانیت کی بے راہ رواور منافقانہ جماعت سے توبہ کی۔۱۹۱۴ء میں سوئے اتفاق سے قادیان میں پیدا ہوا۔ میری پیدائش کی جائے وقوع کا حادثہ میری ۴۷ سالہ زندگی میں کلنک کا ٹیکہ بنا رہا۔ بچپن میں مجھے یہ ذہن نشین کرایا گیا کہ ''احمدیوں'' کے علاوہ دنیا کے سب مسلمان کافر ہیں۔ یہ درس وتدریس اس انتہا تک تھی کہ خدا کی ذات پر ایمان بھی نہیں ہوسکتا' جب تک کہ ''احمدیت'' کے بانی مرزا غلام احمد کی نبوت پر ایمان نہ ہو۔ نیز یہ کہ اس کے جانشین ہی اب بندے اور خدا کے درمیان وسیلہ ہیں۔ لیکن اس کے برعکس جب میں نے سنِ بلوغت میں قدم رکھا تو اپنے اردگرد قادیانیوں کی اکثریت کو بدکردار' عیار اور مکار پایا۔ اس میں شک نہیں کہ ان لوگوں میں چند ایسے بھی تھے جو اس سلسلہ کے ابتدائی ایام میں اخلاص کے ساتھ اس جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ اور اس دھوکے کا شکار ہوگئے تھے کہ یہ تحریک اسلام میں ایک تجدیدی تحریک ہے۔ لیکن اس قسم کے مخلص افراد کی تعداد بہت کم دیکھنے میں آئی اور پھر جن کو نیک اور مخلص پایا' ان میں بھی اکثر تو اتنے سادہ لوح تھے کہ ان میں اپنے گردونواح کے مذموم ماحول پر ناقدانہ نظر ڈالنے کی صلاحیت ہی نہ تھی۔ اور یا پھر اپنے حالات کی مجبوریوں میں اتنے لاچار تھے کہ کچھ کر نہ پاتے تھے۔

میں نوعمری کے زمانہ میں اس قابل تو نہ تھا کہ ذہنی اعتبار سے اس بات کی اہمیت کو سمجھ سکتا کہ تحریک قادیانیت نے کس طرح اسلام کے مذہبی عقائد میں فتور ڈالنا شروع کردیا ہے۔ البتہ ان لوگوں کے خلاف میرا ابتدائی ردِعمل بداخلاقی اور جنسی بدکاریوں کی وجہ سے تھا۔ میری ذہنی اور روحانی نابالغی کی اس غیر پختگی کی حالت میں ہی قادرِ تقدیر نے مجھے طاغوتی آگ کی بھٹی میں پھینک کر میری آزمائش کی۔ میں ایک اٹھارہ برس کا صحیح الجسم اور کسرتی نوجوان تھا۔ جبکہ مجھے خلیفہ قادیان بشیر الدین محمود کا ایک پیغام ملا کہ وہ کسی نجی کام کے سلسلہ میں بلاتے ہیں۔ یہ وہ دور تھا کہ جب میں اس شخص کو نیم دیوتا سمجھا کرتا تھا اور اس جذبہ کے تحت میں نے اس پیغام کو باعثِ عزت وفخر کے طور پر لیا۔ مجھے گمان ہوا کہ ''حضور'' میرے ذمہ کوئی ایسا مذہبی کام لگانا چاہتے ہیں جو رازدرانہ قسم کا ہوگا۔ ہماری پہلی ملاقات باضابطہ اور مقررہ اسلوب کے مطابق رہی' خلیفہ مجھ سے اِدھر اُدھر کے ذاتی سوالات پوچھتا رہا اور میں باادب واحترام جواب دیتا رہا۔ رخصت ہوتے وقت مجھے یہ ''حکم'' دیا گیا کہ میں اس ملاقات کا کسی سے ذکر نہ کروں اور دوسری ملاقات کا تعین کردیا۔ اس کے بعد مزید ملاقاتیں بتدریج غیر رسمی ہوتی گئیں اور مجھے رغبت دلائی گئی کہ میں ایک مخصوص ''حلقہ داخلی'' میں شامل ہوجاؤں۔

پتہ چلا کہ اس نیم دیوتا نے زناکاری کا ایک خفیہ اڈہ بنا رکھا ہے جس میں منکوحہ اور غیر منکوحہ حتیٰ کہ محرمات کے ساتھ کھلے بندوں زناکاریاں ہوتی ہیں۔ اس عیاشی کے لیے اس نے دلالوں اور کٹنیوں کی ایک منڈی منظّم کر رکھی ہے۔ جو پاکباز عورتوں اور معصوم دوشیزاؤں کو بہلا پھسلا کر امداد مہیا کرتی ہے جو عورتیں اس طرح ورغلائی جاتیں' وہ اکثر ان خاندانوں کی ہوتی تھیں جو اقتصادی لحاظ سے جماعتی نظام کے دست نگر ہوتے

تھے یا جن کے دماغ اندھی تقلید سے معطل ہو چکے تھے اس کے علاوہ اور بہت سی وجوہات اور مجبوریاں تھیں جس کے باعث بہت سے لوگ اس ظالمانہ فریب کے خلاف مزاحمت کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ گاہے بگاہے جب بھی کوئی ایسا شخص نکلا' جس نے سرکشی کی تو اس کا منہ بند کرنے کے لیے اسے جماعت سے خارج کر دیا جاتا اور اس کے خلاف منظّم طریق پر طنز واستہزاء کی مہم شروع کر دی جاتی تا کہ اس کی بات پر کوئی بھروسہ نہ کرے۔

مرزا خاندان مذہبی اثر ورسوخ کے علاوہ قادیان اور گرد ونواح کی اکثر زمینوں پر حقوق جا گیرداری بھی رکھتا تھا' اور روحانی عقیدت کے ساتھ ساتھ ساکنانِ قادیان' قوانینِ جا گیرداری میں جکڑے ہوئے تھے۔ اپنے مکانوں کی زمینیں خریدنے کے باوجود بھی انہیں مالکانہ حقوق نہیں ملتے تھے۔ اور ان کی زمین اور مکانات جا گیردار کی اجازت کے بغیر غیر منقولہ ہی رہتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو اپنا سب کچھ بیچ کر قادیان کی نام ونہاد مقدس بستی میں اپنے بیوی بچوں کو بسانے کے لیے لائے تھے۔ اس قسم کے حالات میں اور خصوصاً اس زمانہ میں کون جرأت کر سکتا تھا کہ اس خاندان کا مقابلہ کرے۔ جن لوگوں نے ذرا بھی صدائے احتجاج بلند کی وہ یا تو اس طرح مار دیئے گئے کہ ظاہراً کسی حادثے سے مرے ہوں یا پھر ایسے لا پتہ ہو گئے کہ ان کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ جب یہ سب ستم ہائے پارسائی ہو رہے تھے۔ مسلمان علماء سادگی میں یہ گمان کئے بیٹھے تھے کہ مرزائیت کو عقائد کی رُو سے مناظروں اور مباحثوں کے مچانوں میں شکست دے دیں گے۔

جب میں اس انتہائی اور ذلیل وحشیانہ ماحول سے دوچار ہوا تو اپنی لاچارگی کے احساس سے دماغ مختل ہو گیا۔ مجھے ابھی تک وہ بیدار راتیں یاد آتی ہیں۔ جن میں' میں بے یار ومددگار خاموش آنسوؤں سے اپنے تکیے تر کیا کرتا تھا۔ اس خیال سے کہ میری باتوں پر یقین نہیں کیا جائے گا۔ میں اپنے والدین کو بھی نہیں بتا سکتا تھا کہ یہ کیا اودھم مچا ہوا ہے۔ اس طرح اپنے دوستوں سے بھی ان حالات پر تبادلہ خیالات نہ کر سکتا تھا کہ کہیں وہ خلیفہ کے مخبروں سے ذکر نہ کر دیں۔ میرے لئے ایک راستہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ کہیں روپوش ہو جاؤں لیکن اس کا ایک نتیجہ ہی ہوتا کہ میری تعلیم چھوٹ جاتی۔ اس کے علاوہ یہ اخلاقی ذمہ داری بھی مانع تھی کہ اپنے والدین کو ان بدچلنیوں اور بدکاریوں سے لاعلمی کی حالت پر چھوڑ کر فرار ہو جانا' ان سے دغا کرنے کے مترادف ہوگا۔

اس ذہنی کش مکش کی حالت میں یہ خیال بھی آتا کہ اس مذہبی دھوکہ باز کو قتل کر دوں' لیکن باوجود کم عمری کے منطقی استدلال غالب آ جاتا کہ قتل کی صورت میں عوام الناس یہ غلط نتیجہ نکالیں گے کہ قاتل کوئی مذہبی متعصب تھا اور مقتول کو تاریخی اسناد ایک شہید کا درجہ دے دیں گے۔ پھر یہ بھی سوچتا تھا کہ فوری اور ناگہانی موت اس شخص کے لیے عقوبت کی بجائے ایک نعمت بن جاوے گی۔ اس قسم کا شخص تو ایسی موت مرنے کا مستحق ہوتا ہے جو معذبانہ ہو محض اس لیے نہیں کہ وہ اس قسم کے پاجیانہ اور ظالمانہ افعال کرتا ہے۔ بلکہ خصوصاً اس لیے کہ وہ یہ افعال مذمومہ خدا اور مذہب کے نام پر کرتا ہے۔

(جاری ہے)

مولانا مجاہد الحسینی مدظلہ

بزرگوں کا جماعتی کارکنوں سے مشفقانہ سلوک

برصغیر پاک و ہند کی تحریک آزادی کے سلسلے میں بے شمار کارکنوں نے قید و بند کی تلخیاں بھی برداشت کی تھیں اور انہیں مادرزاد کی مانند برہنہ کر کے جسم کا گوشت پوست لگا تار کوڑوں کی بارش سے اڑا دیا گیا تھا۔ انہیں برف کی سلوں پر کئی کئی گھنٹے ننگا باندھا جاتا تھا۔ ان کے ناک پر گندگی باندھ کر سانس روکنے کے حربے استعمال کئے گئے تھے، انہیں عقوبت خانوں میں الٹا لٹکایا جاتا تھا، انہیں کولہو کے ساتھ باندھ کر تیل نکالنے کی مشقت لی جاتی تھی، پراٹھے اور مرغن غذا کھلانے کے بعد ساری ساری رات جاگنے پر مجبور کر دیا جاتا تھا۔ غرضیکہ انگریزی دور حکومت کے ان ظالموں نے جور و ستم کا کوئی حربہ ایسا نہ چھوڑا تھا جو تحریک آزادی میں حصہ لینے والے کارکنوں اور لیڈروں پر نہ آزمایا گیا ہو۔ مولانا ظفر علی خان نے ستم گرانِ فرنگ کے دور میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

پیمبر کی شفاعت پر مری اس عرض کا حق ہے
کہ آقا تیری خاطر میں نے چکی جیل میں پیسی

اگرچہ اس دورِ دار و رسن میں بہت سے حضرات نے جیل خانوں میں روا رکھے جانے والے ظالمانہ سلوک کا مختلف انداز میں تذکرہ کیا ہے مگر تحریک آزادی کے نامور رہنما اور شاعر مولانا حسرت موہانی نے اس کی جو نقشہ کشی کی ہے، وہ خصوصاً قابل ذکر ہے۔

ہے مشقِ سخن جاری ، چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشا ہے حسرتؔ کی طبیعت بھی

بہر نوع انگریزی حکومت کے دور ہنگامہ خیز میں تحریک آزادی کے رہنماؤں اور کارکنوں کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ لرزہ خیز اور ہولناک ہے۔ اس دور کے بڑے رہنماؤں کا تذکرہ عموماً جاری رہتا ہے۔ ان شخصیات پر ضخیم کتابیں بھی لکھی گئی ہیں۔ اخبارات کے خاص نمبر اشاعت پذیر ہوئے ہیں لیکن بے شمار کارکن ایسے ہیں جن کا نہ تو کوئی تذکرہ نگار ہے نہ ان فراموش کردہ عظمتوں کی یاد تازہ کرنے والا۔

رئیس الاحرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''تاریخ احرار'' کا انتساب گمنام کارکنوں کے نام کرتے ہوئے لکھا ہے ''جن کی گمنامی سے ہم نے نام وری حاصل کی''

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ملتان میں ایک عظیم اجتماع سے خطاب کے دوران فرمایا تھا کہ:

''ہندوستان بظاہر فرنگی کی غلامی سے آزاد ہو گیا ہے اور مسلم مملکت پاکستان معرض وجود میں آ گئی ہے، مگر مجھے ہنوز جلوۂ فرنگ کی جھلک صاف دکھائی دے رہی ہے۔اے دلدادگانِ فرنگ! جانتے ہو اس آزادی کے لیے لوگوں نے کتنی جانیں قربان کی ہیں؟ کتنے بچے یتیم ہوئے، کتنے سہاگ اجڑے، کتنی عصمتیں لٹی ہیں؟ کتنے خاندان اجڑے، کتنے آباد گھرانے اور علاقے صفحۂ ہستی سے مٹ گئے؟ یہ آزادی فدوی کی کسی درخواست پر الاٹ نہیں ہوئی تھی، خون کے دریا بہہ گئے اور انسانی لاشوں کے الاؤ جلائے گئے ہیں، تب جا کر ہماری گردنوں سے انگریز کی غلامی کا طوق ڈھیلا پڑا ہے۔''

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنی بات ایک مثال سے واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگ عظیم الشان بلڈنگ دیکھ کر اظہار تحسین کرتے ہوئے معماروں کو داد دیتے ہیں۔ چونے گچ اور سامان آرائش کی تعریف کیا کرتے ہیں کہ فلک بوس عمارت خوب تعمیر ہوئی ہے، مگر افسوس! کہ بلڈنگ کی بنیادوں میں جو روڑے کوٹ کوٹ کر بھرے گئے ہوتے ہیں اور جن پر عظیم الشان عمارت کھڑی ہے۔ان روڑوں اور بدنام کھنگروں کا کبھی کوئی تذکرہ نہیں کرتا، کبھی کوئی اعتراف نہیں کرتا۔اگر اس بلڈنگ کی بنیادوں میں یہ روڑے اور پتھر نہ پڑے ہوتے تو یہ عمارت کبھی استوار نہ ہو سکتی تھی۔حتیٰ کہ جتنی گہرائی روڑے اور کھنگر کوٹ کوٹ کر بھرے گئے ہوتے ہیں، اتنی ہی بلڈنگ کی دیواریں مضبوط اور مستحکم ہوتی ہیں۔

حضرت شاہ صاحب نے تمثیل کے بعد فرمایا: ''آزادی کی یہ عمارت ان گمنام کارکنوں کے ایثار و قربانی پر قائم ہے، جن کا آج کوئی نام لیوا اور جنہیں خراج تحسین پیش کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ یہ کارکن جماعتی وجود میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتے ہیں۔لیڈروں، رہنماؤں کو گوشۂ گمنامی سے نکال کر شہرت دوام سے سرفراز کرتے ہیں، لوگ ایسے محسنوں کو فراموش کر سکتے ہیں مگر میں انہیں ہرگز نہیں بھول سکتا، وہ میرا نہایت قیمتی سرمایہ ہیں۔ میں ان تمام کارکنوں کو، جنہوں نے میری آواز پر لبیک کہا، خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔انہیں سلام کہتا ہوں، کوئی ان کارکنوں کو بے کار اور پست نہ سمجھے۔ یہ سربلند لوگ ہیں۔کسی نے خوب کہا ہے۔ ؎

جو دیکھنے میں بظاہر بدن دریدہ ہیں
نہ پوچھ وہ اندر سے کتنے برگزیدہ ہیں

۱۹۵۰ء میں جن دنوں مسعود کھدر پوش مظفر گڑھ کے ڈپٹی کمشنر تھے، میرے ان کے ساتھ دوستانہ مراسم، نظام جاگیرداری کی بابت ہم آہنگی اور فکری یگانگت کی وجہ سے تھے۔وہ بیرونی ممالک کا دورہ کرتے ہوئے واپسی پر ریکارڈنگ مشین لائے تھے۔ایک روز دوران ملاقات اس نئی مشین سے متعارف کرایا تو میں نے حضرت امیر شریعتؒ کی وجد آفریں اور ایمان افروز تلاوت قرآن کریم اور تقریر ریکارڈ کرنے کی تجویز پیش کی۔ چند روز بعد شاہ صاحبؒ سے مظفر گڑھ میں تقریر کا وقت لے لیا گیا تھا۔شاہ صاحبؒ اپنے بڑے فرزند مولانا سید ابوذر بخاریؒ کو ساتھ لے کر مظفر گڑھ تشریف لائے۔نواب زادہ

نصر اللہ خان کے خان گڑھ ہاؤس میں قیام ہوا تھا۔ میری نالائقی کہ میں نے حافظ سید ابوذر بخاریؒ سے مشاورت کے بعد شاہ صاحبؒ کی خدمت میں تقریر کے موضوع کی بابت دریافت کیا۔ تاکہ ریکارڈ کی جانے والی تقریر کا موضوع بھی معرکہ آراء ہو۔

بس یہ عرض کرنا تھا کہ شاہ صاحب نے نواب زادہ صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

''سن لیا آپ نے؟''

نواب زادہ صاحب ہم دونوں کی طرف دیکھ کر زیرلب مسکرائے۔

شاہ صاحب نے میری اس جسارت پر اظہار حیرت کرتے ہوئے فرمایا:

''مجھ سے کبھی مولانا ابوالکلام آزادؒ اور مولانا مدنیؒ نے موضوع کی بابت دریافت نہ کیا، محمد علی جوہرؒ اور مفتی کفایت اللہؒ نے کبھی نہ پوچھا۔ یہ تمہیں کیا سوجھی؟ صحیح بتاؤ! کیا قصہ ہے؟''

میں نے شاہ صاحب کی خدمت میں نئی ریکارڈ مشین میں تقریر ریکارڈ کرنے کی جونہی وضاحت کی تو شاہ صاحب نے اظہار ناراضی کے انداز میں فرمایا

:''اچھا تم اب ''دینے'' قوال دی طرح میرے ''توے'' وجاؤ گے''

شاہ صاحب نے اس دور کے گراموفون کے ذریعے سنائے جانے والے دین محمد قوال کے گانوں کا حوالہ دیا۔ میں نے گراموفون کے بجائے نئی ایجاد کا حوالہ دیا۔ خیر شاہ صاحب نے رات کو بعد نماز عشاء عیدگاہ مظفر گڑھ میں معرکہ آراء تقریر کی جو آدھی رات تک جاری رہی۔ قریباً دو گھنٹے کی تقریر ریکارڈ کر لی گئی تھی۔

مسعود کھدر پوش نے ناشتے کی دعوت دی۔ چنانچہ حسب پروگرام نواب زادہ نصر اللہ خان کی گاڑی میں ہم ڈی سی ہاؤس کی جانب روانہ ہوئے تو شاہ صاحب نے دریافت کیا: ''ادھر کس کے ہاں جا رہے ہو؟'' میں نے عرض کیا: ''آپ کا ایک کھدر پوش مرید ہے' اس کے پاس جا رہے ہیں۔'' شاہ صاحب نے فرمایا: ''بھائی! ادھر تو ہمارا ایک غریب کارکن شیخ غلام سرور ہی کھدر پوش ہے۔ اس میں تو اتنے افراد کا ناشتہ کرانے کی استطاعت نہیں۔'' میں نے ایک دوسرے کھدر پوش کا حوالہ دیا۔ اتنے میں ڈی سی ہاؤس پہنچ گئے۔ تو شاہ صاحب نے فرمایا: ''اچھا! مسعود کھدر پوش'' بہر نوع شاہ جی نے ٹیپ ریکارڈر کی آواز سنی اور کہا میں تو گراموفون کی پرانی مشین سمجھ رہا تھا۔ یہ تو ایک مفید ایجاد ہے۔ مسعود صاحب! ایسی مشین ہمیں بھی لادیں اور نہ سہی تو سی آئی ڈی کی غلط رپورٹوں سے تو ہماری جان چھوٹ جائے گی۔'' (یاد رہے! اس تقریر کی ٹیپ منجمد ہو کر ضائع ہو گئی تھی)

حضرت شاہ صاحبؒ کے اس طویل تذکرے کا عنوان' ایک غریب کارکن شیخ غلام سرور کھدر پوش کی ذات ہے۔ مقصود یہ کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی عظیم شخصیت اپنے غریب کارکن کی رہائش گاہ اور اس کی معاشی حالت سے بخوبی واقف تھی۔ جبکہ آج تو بڑے بڑے رہنما اور جماعتوں کے قائدین اپنے جماعتی عہدہ داروں کے حالات

سے بے خبر ہیں۔ چہ جائیکہ عام غریب کارکنوں کے حالات معلوم ہوں۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران تمام مرکزی قائدین گرفتار کر کے پس دیوار زنداں کر دیئے گئے اور تحریک کے ترجمان روزنامہ ''زمیندار'' اور روزنامہ ''آزاد'' لاہور کی اشاعت سال کے لیے ممنوع قرار دے دی گئی۔ ''آزاد'' کے ایڈیٹر کی حیثیت سے راقم الحروف کو بھی ایک سال کے لیے لاہور سنٹرل جیل میں قید کر دیا گیا۔ فسادات پنجاب کی تحقیقات کے زیر عنوان جسٹس منیر اور جسٹس ایم آر کیانی کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم ہوا تو اس کے حکم سے تحریک کے مرکزی قائدین امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا ابوالحسنات سید محمود احمد قادری صدر مجلس عمل اور خطیب مسجد وزیر خان لاہور، مولانا عبدالحامد بدایونی صدر اور بانی جمعیت علماء پاکستان، ماسٹر تاج الدین صدر مجلس احرار اسلام، مولانا لال حسین اختر، مولانا محمد حیات اور مولانا محمد علی کے علاوہ دیگر شخصیات بھی لاہور سنٹرل جیل میں منتقل کر دی گئی تھیں۔ نماز عشاء کا وقت ہوا تو شاہ صاحب نے مولانا ابوالحسنات صدر مجلس عمل کو امامت کے لیے آگے کر دیا۔ مولانا ابوالحسنات نے میرا شانہ پکڑ کر مصلیٰ پر کھڑا کرتے ہوئے فرمایا ''ہم جب تک جیل میں رہیں گے، امامت آپ کے ذمہ ہوگی۔'' چنانچہ ایک سال تک ان بزرگوں کی امامت کی سعادت مجھے نصیب ہوئی۔ جبکہ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور شیعہ حضرات سب ایک ہی جگہ میری اقتداء میں نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔

بہرنوع، حضرت امیر شریعتؒ کے کارکنوں کے ساتھ مشفقانہ سلوک کے بہت سے واقعات میں سے یہ بھی قابل ذکر ہے کہ جب بھی میری طبیعت خراب ہوتی اور شاہ جیؒ کی خدمت میں حاضری کا ناغہ ہو جاتا تو حضرت شاہ صاحبؒ کبھی مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی کو اور کبھی مولانا محمد علی اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ کو خبر گیری اور عیادت کے لیے تاکید کیا کرتے تھے۔ غرض یہ کہ ہر کارکن کے ساتھ یہی سلوک تھا۔

یہ تو تھا بزرگوں کا خوردوں کے ساتھ مشفقانہ سلوک اور کارکنوں کی حوصلہ افزائی کا مظاہرہ۔ اب ان بزرگوں کے اہل خانہ کی میرے اہل خانہ کے ساتھ ہمدردانہ اور مشفقانہ سلوک کی کرم فرمائی بھی دیکھ لیجیے، جب مجھے گرفتار کر کے پس دیوار زنداں کر دیا گیا تو حضرت امیر شریعتؒ کے اہل خانہ (محترمہ اماں جیؒ اور ان کے لخت جگر) نے میری اہلیہ کو جو طمانیت افزا خط لکھا، وہ خصوصی توجہ کے لائق ہے۔ یہ مکتوب گرامی حضرت امیر شریعتؒ کی ادیبہ، عالمہ و فاضلہ بیٹی، زوجہ پروفیسر سید محمد وکیل شاہ مدظلہ اور عزیزاں سید محمد کفیل بخاری و ذوالکفل بخاری کی والدہ محترمہ اور ہماری بہن نے تحریر کیا تھا۔ اس میں اماں جی رحمتہ اللہ علیہا نے حضرت امیر شریعتؒ کی یا میری رہائی کے لیے درود، وظائف اور دعاؤں کی تلقین نہیں کی بلکہ تحریک ختم نبوت کی کامیابی کے لیے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھنے پر زور دیا تھا۔ گویا انہیں دور حاضر کے رہنماؤں کی طرح اپنی رہائی کی فکر دامن گیر نہیں تھی۔ ان کے فکر و نظر کا مرکز صرف تحریک تحفظ ختم نبوت تھا۔ جس کی کامیابی کا اعلان کرتے ہوئے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء میں کہا تھا: ''میں نے ختم نبوت کا وہ مسئلہ حل کرنے کی سعادت پائی ہے، جس کا علامہ

اقبال نے مطالبہ کیا اور جس کے لیے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جدوجہد کرتے رہے‘ جو پوری امت مسلمہ اور دنیائے اسلام کا مطالبہ ہے۔‘‘

یہ مکتوب اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ خود بھی جماعتی کارکنوں کا ہر طرح خیال رکھتے تھے۔ ان کی حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے۔ اور ان کے اہل خانہ بھی ان کی حسب ہدایت و تربیت ان کی عدم موجودگی میں کارکنوں کو نظر انداز نہیں کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں ہر کارکن اپنے رہنماؤں کا فرمانبردار اور جاں نثار ہوتا تھا۔ ان کا رہنماؤں پر مکمل اعتماد ہوتا تھا‘ جو وحدت جماعت کی روح تھا۔

مذکورہ بالا مکتوب کا عکس ملاحظہ فرمائیے:

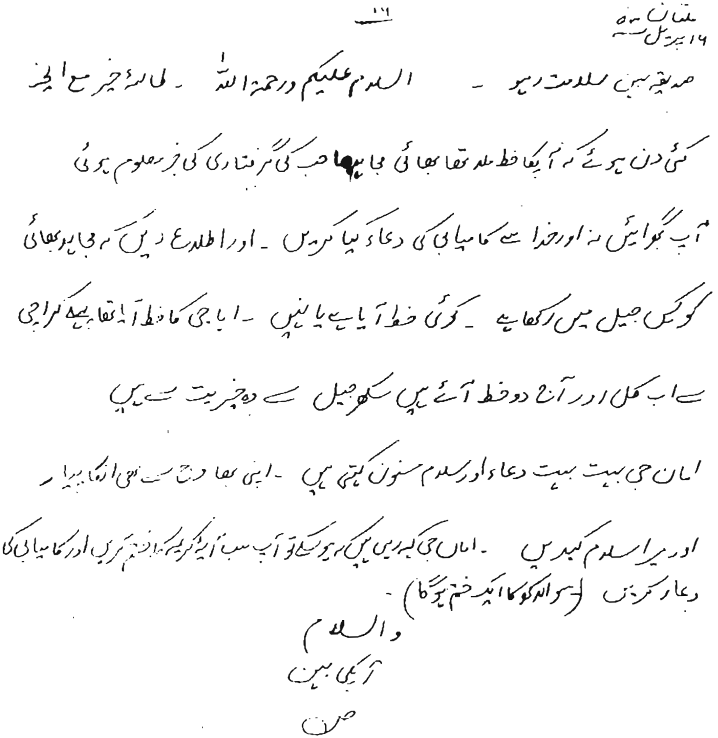

۷۸۶

ملتان
۱۶ اپریل

صدیقہ بہن سلامت رہو ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ الحمدللہ خیر مع الخیر

کئی دن ہوئے کہ آپ کا خط ملا تھا بھائی جان بھا صاحب کی گرفتاری کی خبر معلوم ہوئی

آپ گھبرائیں نہ اور خدا سے کامیابی کی دعا کیا کریں ۔ اور اطلاع دیں کہ بھائی بھائی

کو کس جیل میں رکھا ہے ۔ کوئی خط آیا ہے یا نہیں ۔ ابا جی کا خط آیا تھا پہلے کراچی

سے اب کل اور آج دو خط آئے ہیں سکھر جیل سے وہ خیریت سے ہیں

اماں جی بہت بہت دعا اور سلام کہتی ہیں ۔ اپنی بھابی ... کو پیار

اور میرا سلام کہدیں ۔ اماں جی کہہ رہی ہیں کہ ہو سکے تو آپ سب آیۃ کریمہ کا ختم کریں اور کامیابی کی دعا کریں (سوا لاکھ کا ایک ختم ہوگا) ۔

والسلام
آپ کی بہن
ص

پروفیسر خالد شبیر احمد

احرار......ایک تحریک!

مجلس احرارِ اسلام کا نام زبان پر آتے ہی فضا میں ارتعاش سا محسوس ہوتا ہے دل، جذبۂ حُریت کے تقدس میں ڈوب ڈوب جاتا ہے۔ تصوّر و تخیل میں، جرأت و حمیّت، اکابرِ احرار کا طواف کرتی نظر آتی ہے دل و دماغ احرار کے احترام میں سرنگوں ہو جاتے ہیں، اور خیال غیرت کا دامن تھامے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی سمت کشاں کشاں لے جاتا ہے کہ جن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اکابرِ احرار اور رضا کارانِ احرار نے سرزمین پاک و ہند پر اپنی قوتِ ایمانی سے، جانفشانی، ایثار و قربانی کے وہ نقوش چھوڑے ہیں کہ رہتی دنیا تک یہ نقوش اہل ایمان کے لیے مشعلِ راہ بن کر انہیں کچھ کر گذرنے پر اُکساتے رہیں گے اور حق و صداقت پر مر مٹنے کا درس دیتے رہیں گے۔

زمانہ ہزار کروٹ بدلے۔ تاریخی تحریفات اپنی مصلحتوں کا دل رکھنے کے لیے تاریخ کا چہرہ مسخ کرنے کے لیے جتنی چاہے کوشش کرے۔ یہ بات اپنی جگہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی ذی شعور انکار تو کیا انکار کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا کہ احرار کا یہ قافلۂ اہل جنوں محض اللہ تعالیٰ کی توفیق اور عنایت سے جبر کی ہر قوت سے دیوارنہ وار لڑ گیا۔ نتائج کی پروا نہ کرتے ہوئے وقت کی سولی پہ رقص تو کر گیا۔ لیکن زمانے کی ستم رانیوں کے آگے سرنگوں نہیں ہوا۔ سطوتِ افرنگ اُن کے حریت پناہ ارادوں کو مُسخر نہ کر سکی۔ سیم و زر کی چمک اُن کی عقابی نگاہوں کو خیرہ کرنے میں ناکام رہی۔ مصائب و آلام اُن کے پر شکوہ عزائم کی تپش میں موم کی طرح پگھل گئے۔ اور بالآخر یہ قافلہ اہلِ جنوں و غیرت اپنی بے سرو سامانیوں کے باوجود اپنی منزل مقصود یعنی آزادی کی منزل تک پہنچ کر ہی رُکا۔ اس وطن کو آزادی سے ہمکنار کرنے کے لیے نہ جانے کتنے احرار رضا کاروں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ نہ جانے کتنی جوانیاں موت کی پُر خار اور مہیب وادی سے گذرتی ہوئی راہِ ابد کو روانہ ہو گئیں۔ قید و بند تعزیر و سلاسل کے نہ جانے کتنے سلسلے راہ میں رکاوٹ بنے، لیکن یہ احرار جانباز جنہیں سپاہِ محمد ﷺ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اپنے مقصد کے حصول کے لیے سینہ سپر ہی رہے اور اپنے مقدس خون سے وقت کی پیشانی پر یہ تحریر لکھ گئے ؎

ہم زینتِ فسانۂ جاناں بنے رہے
جذب و جنون و عشق کا عنواں بنے رہے
زیرِ قدم رہا ہے حوادث کا سلسلہ
یوں جرأتوں کا شُعلۂ پرّاں بنے رہے

احرار نے جہاں ایک طرف اپنی پوری قوت کے ساتھ آزادی کی جنگ لڑی وہیں اسی سرزمین پاک و ہند پر اسلام کے دفاع، مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ، عظمتِ اسلام کی پاسداری اور تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ سے وفاداری کے لیے بھی سردھڑ کی بازی لگادی۔ جو عقیدت مجلس احرار کو من حیث الجماعت حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے ہے وہ فقید المثال ہی نہیں لازوال بھی ہے۔ تاریخ کے اوراق اس عقیدت و محبت سے منوّر ہیں۔ جس کی ایک ایک سطر عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا پیغام اور پیغام نبوت کا اعلان ہے۔ ہر تحریک کے مشکل موڑ پر احرار کو اپنے اللہ کی مدد اور حضور ﷺ سے محبت اور عقیدت ہی سہارا دیتی رہی۔ خود قادیانیت کے خلاف احرار کی بے مثال اور عظیم الشان جنگ' حضور اکرم ﷺ کے ساتھ عشق کی ایک لاجواب داستان بھی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح اغیار کی یہ خواہش اور سازش ہے کہ مسلمانوں کا حضور ﷺ سے رشتۂ عقیدت و محبت ختم کر دیا جائے۔ ایک مسلّم امر ہے اسی طرح اس کے جواب میں مسلمانوں کا یہ فیصلہ بھی مسلّم اور حتمی فیصلہ ہے کہ ہر مسلمان ہر ابتلاء کو خوشدلی کے ساتھ قبول تو کر سکتا ہے لیکن حضور اکرم ﷺ سے عقیدت پر کوئی آنچ آئے' اس کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔ کہ یہی اساسِ دین، یہی تقاضۂ ایمان، یہی منتہائے عبادت، یہی وجۂ شہادت، یہی منشاءِ خدا، یہی رمزِ وفا، یہی رازِ بقا، یہی ہماری آن، یہی ہماری شان، یہی منبعِ عقیدت ہے جس سے اعمال و کردار کے وہ سوتے پھوٹتے ہیں جو دینِ اسلام کا مقصود اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا کا سبب ہے ؎

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اُوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبیت !

احرار ایک جماعت بھی ہے اور ایک تحریک بھی، تحریک انگریز اور امریکہ کے حواریوں کے خلاف، تحریک سیاہی میدان میں سیاہی مداریوں کے خلاف، مجبور و مظلوم انسانوں کی بے بسی کا مذاق اُڑانے والوں کے خلاف، غریب انسانوں کے ارمانوں کا خون کر کے دادِ عیش و عشرت دینے والوں کے خلاف اُن سرمایہ پرستوں کے خلاف جن کے محلات میں گھی کے چراغ جلتے ہیں مگر جو غریب کی کٹیا میں مٹی کا دیا جلتے نہیں دیکھ سکتے۔ جن کے کتے اطلس و کمخواب میں سوتے ہیں لیکن جو غریب کی بیٹی کے سر پر دوپٹہ نہیں دیکھ سکتے۔ جو اپنے جوتے کی چمک کو برقرار رکھنے کے لیے غریب کے چہرے کی چمک اُڑا لیتے ہیں۔ احرار ایک تحریک ہے۔ وڈیروں اور جاگیرداروں کے خلاف جو انگریزی جبر و استبداد کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑے رہے اور اُن کے مظالم پر تحسین و آفرین کے ڈونگرے برساتے رہے۔ احرار ایک تحریک ہے، اُن اُمراء و رؤسا کے خلاف جنھوں نے انگریز کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے وطن کے سرفروشوں کا مذاق اُڑایا۔ انگریزی اقتدار کو رحمتِ خداوندی قرار دیا۔ جو انگریزی اقتدار کے استحکام کا باعث بن کر اپنی اس غداری پر ان سے جاگیریں حاصل کرتے رہے، احرار ایک تحریک ہے، اُن جاگیرداروں کی اولاد کے خلاف جو آج ہمارے اس ملک پر محض اپنی معاشی بالادستی کے

بل بوتے پر قابض ہو کر اس ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ ایسے تمام جاگیرداروں، سرمایہ داروں کا وجود اس دھرتی پر بوجھ ہے۔ یہ تمام لوگ اپنی خصلت، اپنی ناپاک مساعی اور مکروہ فکر کی وجہ سے باعثِ صد مذمت ہیں، جو امریکہ کے ذہنی غلام ہیں۔ جن کی تمام تر ذہنی صلاحیتیں امریکہ اور برطانیہ کے در کا ہر وقت طواف کرتی رہتی ہیں۔ جنہیں خدا کی خوشنودی کا خیال تک نہیں جو اپنی زندگی کا ماحصل صرف برطانیہ اور امریکہ کی خوشنودی کو گردانتے ہیں۔ ایسے تمام لوگ، ایسا تمام طبقہ اپنی خصلت کے اعتبار سے قادیانیوں کی طرح قابلِ مذمت ہیں۔ جاگیردار اور قادیانی ایک ہی ہیں دونوں ہی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہیں۔ دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ دونوں ایک ہی طاقت کے ٹاؤٹ اور گماشتے ہیں۔ دونوں کے خلاف احرار پچھلی پون صدی سے نبرد آزما ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں گروہ احرار کے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں۔ دونوں نے احرار کو کبھی معاف نہیں کیا۔ ان کی مخالفت احرار کے لیے توشۂ آخرت اور ذریعہ نجات ہے۔ احرار کو اس بات پر فخر ہے کہ انگریز اور امریکہ کے ان دونوں گماشتوں یعنی جاگیرداروں اور قادیانیوں کے دل میں احرار کے لیے کوئی نرم گوشہ نہیں ہے۔ انہوں نے احرار کا راستہ روکنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی ہے لیکن احرار کا یہ قافلہ ان سے نہ رُک سکا اور سوئے منزل آج بھی رواں دواں ہے ؎

ہم نے لہو کو اپنے، فضا میں اُچھال کے
لکھے ہیں تذکرے دلِ وقفِ ملال کے
تھے آشنا جنون سے رُکتے بھلا کہاں ؟
لگتے رہے گو زخم زمانے کی چال کے

احرار نے اپنے آغازِ سفر میں ہی یہ بات واضح کر دی تھی کہ ہم ہندوستان کی آزادی کی کوشش اس طور کرنا چاہتے ہیں کہ غریبوں، مفلسوں، محنت کشوں اور مظلوم انسانوں کی سرمایہ پرستوں سے آزادی کا بھی اہتمام ہو سکے (جو ابھی تک نہیں ہوا)۔ مجلس احرار اسلام اس کے لیے اپنے پورے وسائل اور پوری صلاحیتوں کے ساتھ اس کے لیے کوشاں ہے۔ مولانا مظہر علی اظہرؒ نے ۱۱ر جولائی ۱۹۳۱ء میں حبیبہ ہال لاہور میں جماعت احرار کے پہلے باضابطہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مجلس استقبالیہ کے صدر کی حیثیت سے کہا تھا۔

> ''ہندوستان کے مدعیان قوم پرستی کو ابھی یہ سبق پڑھانے کی ضرورت ہے کہ دنیا امیروں کی جولانگاہ نہیں، اس میں غریبوں کا بھی حصہ ہے۔ بلکہ اگر حق رائے دہی اور حکومت کی ضرورت ہے تو غریبوں کو، امیر تو خود اپنی حفاظت کر سکتے ہیں۔ اپنے لیے حفاظتِ صحت کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ جائیداد کی حفاظت کے لیے پہریدار مقرر کر سکتے ہیں۔ اپنی اولاد کو تعلیم دے سکتے ہیں۔ لیکن غریب ہی ہیں، جنہیں نہ آج تک تعلیم دی گئی نہ ان کے لیے حفظان صحت کا بندوبست کیا گیا۔ نہ ان کی روزمرہ زندگی ہی انسانوں کی زندگی کہلا سکتی

ہے۔ بلکہ امیروں کے کتے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں سے بہتر زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اگر اس نظام کو قائم رکھنا ہے جو سرمایہ داری کی شان اپنے اندر رکھتا ہے اور غریب کو کچل کچل کر مالا مال کرتے ہیں۔ منہمک ہیں تو برطانوی کارتوس اور بم کچھ عرصہ تک یقیناً ابھی غریبوں کو خاموش رکھ سکیں گے اور ہندو اور سکھ سرمایہ پرستی اسی امید پر ادھار کھائے بیٹھی ہے۔ مگر نوع انسانی کے غریب لیکن محنت کش افراد ہمیشہ کے لئے قعرِ مذلت میں نہیں رہ سکتے۔ اگر پنجاب میں غریب طبقہ میں مسلمانوں کی نمائندگی زیادہ ہے تو باقی صوبوں میں غریب ہندوؤں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ قوم کے بہترین افراد کو جو شب و روز محنت کرتے ہیں اور اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی سے بھی اکثر محروم رکھے جاتے ہیں۔ جنہیں نہ گرمی میں شملہ، ڈلہوزی اور مری کی ٹھنڈی ہوائیں نصیب ہوتی ہیں، نہ سردیوں میں دہکتی ہوئی انگیٹھیوں کے سامنے بیٹھنا مل سکتا ہے، نہ بادِ باراں کے موسم میں کہیں سر چھپا کر بیٹھنے کی توفیق ہوتی ہے۔ انہیں ہمیشہ اپنی اغراض کے لیے استعمال کرنا' انہیں شرف انسانیت سے محروم رکھنا ''احسن تقویم'' کی ہوئی دنیا کو ''اسفل السافلین'' میں رہنے پر مجبور کرنا۔ بالآخر آج نہیں تو کل کے سرمایہ دار فوقیت یافتہ طبقہ کے لیے ہی نہ صرف خطرناک بلکہ مہلک ثابت ہوگا۔ آج وقت ہے کہ قوم کے ہر طبقے کو فراخ حوصلگی سے مواقع ترقی دیئے جائیں۔ غریبوں، کمزوروں، جاہلوں بلکہ گناہ گاروں کی خبر گیری کی جائے۔ تا کہ وہ آسانی سے خواص انسانی حاصل کر کے مادرِ وطن کے لیے زینت اور فخر کا باعث ہوں۔ لیکن اگر حکومت کی مشینری اس لیے چلائی جاتی ہے کہ غریب محنت کرے اور سرمایہ دار عیش اڑائے۔ مقروض کمائے اور قارض سب کچھ سود میں اڑا لے جائے۔ عوام الناس بیکار ہوں اور جرم و گناہ کی زندگی بسر کریں اور امراء و رؤساء انہیں سزا دینا ہی اپنا فرض سمجھیں۔ ان کی مشکلات کو حل کرنے کی دردسری اپنے ذمے نہ لیں تو جماعتی جنگ کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہے گا۔

ہم اب بھی آزادی کے لیے تہہ دل سے کوشش کریں گے۔ لیکن ہماری کوشش غریبوں، مفلسوں، محنت کشوں، مظلوموں اور ستم رسیدوں کی آزادی کے لئے ہوں گی۔ ہم نئی بادشاہتیں، نئے راج، نئی نوابیاں اور نئے ساہوکارے دیکھ کر خوش نہیں ہو سکتے۔ ہم خود دولت اور امیری کے دلدادہ نہیں اور نہ آئندہ امیرانہ ٹھاٹھ سے زندگی بسر کرنا ہمارا مقصد ہے۔ اس لیے جہاں ہم نے آج تک برطانوی ملوکیت اور سرمایہ داری کا ساتھ دینا ضعفِ ایمانی سمجھا ہے۔ اسی طرح ہندوستانی سرمایہ داری کے ہاتھ میں کھیلنا ہمارے نزدیک جائز نہیں۔ اگر ہمارے سرمایہ دار بھائی ہمیں اپنے جال میں پھنستا نہ دیکھ کر جوشِ غضب میں آئیں تو ہم مردانہ وار مسکرا کر اپنی راہ پر چلتے جائیں گے۔''

پچھتر برس پہلے کے اس خطبے کے ایک ایک لفظ کا بڑے غور و فکر کے ساتھ مطالعہ کرنے کے بعد احرار کی تحریک کا

اگر غیر جانب داری سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح طور پر اُبھر کر سامنے آتی ہے کہ احرار کا سب سے بڑا قصور غریب طبقے کی بہتر زندگی کا مطالبہ ہے۔ جو سرمایہ داروں کو نہ قیامِ پاکستان سے پہلے قبول تھا نہ آج قبول ہے۔ قیامِ پاکستان سے پہلے مسلم لیگ اور کانگریس دونوں جماعتیں بنیادی طور پر سرمایہ پرستوں کی جماعتیں تھیں۔ جن کا خمیر ایسی مٹی سے اٹھایا گیا تھا جس کا ایک ایک ذرہ سرمایہ داروں کا مرہونِ منت تھا۔ کانگریس کو پنپنے کے لیے آب و دانہ ''برلا اور ٹاٹا'' جیسے سیٹھوں سے میّسر آتا تھا اور کانگریس کے پورے نظام پر پنڈتوں اور پروہتوں کا قبضہ تھا۔ وہ کسی ایسے فرد کو آگے لانے کے لیے تیار نہ تھے، جس کے تعلق کی ڈور غریب خاندان سے بندھی ہو۔ اسی طرح مسلم لیگ میں بھی بنیادی طور پر اسی قماش کے لوگ آگے تھے جن کا تعلق مجموعی طور پر سرمایہ پرستوں کی مکروہ جماعت سے تھا۔ جن کی قابلیت، صلاحیت کا حدود اربعہ سرمایہ کی حدود میں ہی محدود ہو کر رہ گیا تھا۔ غرضیکہ کانگریس اور مسلم لیگ دونوں، غریب اور مفلوک الحال لوگوں کی خوشحالی کے تصور سے ہی بدکتی تھیں۔ اور یہی بات احرار کو وقت کے ساتھ ساتھ مسلم لیگ اور کانگریس سے بہت دور لے گئی۔ اگر چہ یہ دونوں جماعتیں احرار کے خلوص و ایثار کی کمائی کھاتی رہیں۔ کانگریس آزادی کے محاذ پر احرار کی قوتِ کار کا کریڈٹ وصول کرتی رہی اور دینی محاذ پر جتنی بھی تحریکیں احرار کے پلیٹ فارم سے اُبھریں، اُس کا کریڈٹ مسلم لیگ وصول کرتی رہی لیکن اس کے ساتھ احرار کی، یہ دونوں جماعتیں اس بات کو بھی شدت کے ساتھ محسوس کرتی تھیں کہ احرار کا مزاج، احرار کا فکر، احرار کا نصب العین، احرار کا اندازِ کار اُن کے لیے انتہائی خطرناک اور مہلک ہے۔ آج بھی یہی صورت حال ہے۔ احرار دین کے حوالے سے غریبوں کی مضبوط آواز ہے۔ ایک زبردست تحریک ہے' جسے سرمایہ پرست اور اُن کے حواری' دبا دینا چاہتے ہیں لیکن یہ کام وہ نہ پہلے کر سکے ہیں' نہ اب کر سکیں گے۔

اک جنوں کی داستاں ہے داستاں احرار کی
عزم و ہمت ، سرفروشی ، ولولہ ایثار کی
جابجا تاریخ کے اوراق پر لکھی ہوئی
خونچکاں سی اک کہانی لشکرِ احرار کی
ان کے آنگن میں نہ اُتری زر کی کوئی کہکشاں
فقر و مستی ان کا شیوہ ، آن ہیں یہ پیار کی
خالدؔ ان کے دم قدم سے ہے جنوں کو حوصلہ
یہ جماعت ہے روایتِ عشق کے اظہار کی

مکتوبِ صفوان

''موت ہائے موت تجھ کو موت کیوں آتی نہیں''
موت تجھ کو موت سی کیوں اِک بلا کھاتی نہیں''

محترم اورنگ زیب بھائی جان!

السّلامُ علیکم ورحمۃ اللہ!

موت کا سفر تو ہر ایک کو درپیش ہے لیکن ہر گزرنے والا اپنے پسماندگان کے لیے مختلف اثرات چھوڑ جاتا ہے۔ مرحوم تایا جان کی وفات نے اُن کو تو بابِ رحمت سے روح وریحان و جنتِ نعیم میں پہنچا دیا اور ابدی سکون وراحت اور عیش و عشرت کے انعامات واکرامات نصیب فرما دیئے، لیکن پسمانگان یقیناً ایک مخصوص رحمت ودعا وبرکت سے محروم ہوگئے۔ مجھے اِس کا قلق ہے کہ آپ کے لیے غائب وحاضر ہر حال میں پدری اخلاص کے ساتھ' ہاتھ پھیلانے والا اب اس دنیا میں اس درجہ کا کوئی نہیں رہا۔ محترم تایا جان رحمۃ اللہ علیہ کی قبر تھوڑے ہی فاصلے پر ہے جہاں پہنچ کر ایصالِ ثواب اور زیارتِ قبر کر کے آپ ضرور کسی درجہ کا سکون پا سکتے ہیں۔ لیکن اب وہ بات کہاں: کہ آپ کہیں پر بھی ہوں اور آپ کی سلامتی، راحت وعزت کے لیے دعائیں ہو رہی ہوں۔ اب یہ جذبۂ صادقہ دنیا میں کہیں میسر نہیں آ سکتا۔ یہ جذبہ تو اس دل کے ساتھ پیوندِ خاک ہو گیا، اور آپ کے لیے بابِ رحمت پر ہاتھ پھیلانے والے اب کنجِ لحد میں جا سوئے ہیں۔ آپ کے کلمۂ خیر دل رکھنے والے بہت ہیں لیکن وہ آہ، وہ خلش، وہ سوزش اب کہاں؟

والد کا سایۂ شفقت سبھی کے لیے نعمتِ عظمیٰ ہے، خصوصاً وہ اہلِ علم جو حدیثِ پاک کا یہ جملہ جانتے ہیں کہ ''والد کے چہرے پر رحمت سے نگاہ ڈالنا باعثِ اجر ہے'' اُن کے لیے اِس نعمتِ عظمیٰ کے چھن جانے کا احساس سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ یہ ناکارہ بھی ڈھائی سال قبل اس منزل سے گزرا ہے، اور آج تک والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شفقتیں اور اُن کی خدمت وزیارت سے حاصل ہونے والی سعادت سے محرومی کا قلق دل سے نہیں جاتا۔ مجھے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر سنتے ہی سب سے پہلے یہی احساس ہوا تھا کہ اب میں والد کے چہرہ کو دیکھنے سے ملنے والے اجر سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو چکا ہوں۔ والد کے چہرہ کو دیکھنے کے کارِ خیر سے محرومی کا یہ احساس آج بھی دل میں پیوست ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت محترم تایا جان رحمۃ اللہ علیہ کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ حقیقت میں والد کی دعاؤں کی برکتوں سے محرومی اور ان کی خدمت کی سعادت سے حرمان بہت ہی بڑا صدمہ ہے۔ مبارک ہے وہ اولاد جسے اپنے والد کی خدمت کی سعادت اتنے دن تک نصیب رہے۔ آپ کو توفیقِ صبرِ جمیل کے سلسلہ میں کچھ لکھنا لقمان کو حکمت کا سبق دینا ہے۔ اللہ آسانی والا معاملہ فرمائے۔ آمین

(بقیہ صفحہ ۴۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

شاہ بلیغ الدین

ڈاکٹر محمد حمید اللہ علیہ الرحمتہ

عربی کی ایک کہاوت کا مطلب ہے کہ...... ایک عالم کا دنیا سے اٹھ جانا گویا دنیا کا مٹ جانا ہے۔ایسا ہی ایک عالم دنیا سے اٹھ گیا۔کیا عالم تھا اور کیا انسان تھا کہ اس کا مثل ملنا مشکل ہے۔ایک دانشور نے کہا کہ انہیں دیکھ کر صحابہ کرامؓ یاد آتے تھے۔علم بھی تھا، پارسائی بھی تھی۔ بڑی بڑی عباؤں والے مسند شاہی کے اردگرد گھومتے رہتے ہیں۔ کہنے کو تو صاحب طریقت ہوتے ہیں لیکن اقتدار کی چوکھٹ پر سرنگوں ہو جاتے ہیں۔ یہ ایسا عابد شب زندہ دار تھا اور ایسا عالم باعمل کہ اقبال کا کہا سچ معلوم ہوتا ہے۔

نہ تخت و تاج میں نے لشکر وسپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

فیصل ایوارڈ کا اعلان ہوا تو اس برگزیدہ شخصیت نے معذرت کر لی۔ یہ کوئی معمولی انعام نہیں تھا' سارے عالم اسلام سے اس انعام کے لیے انتخاب ہوتا ہے۔عزت بھی بڑی اور رقم بھی بڑی' بڑی بھی ایسی کہ لاکھوں کی بات ہوتی ہے' حضرت نے معذرت کر لی' انعام نہ لیا۔

مملکت پاکستان نے بڑی منتوں، بڑی کوششوں سے نئی صدی ہجری کے آغاز پر ہجرہ ایوارڈ پیش کیا تو پھر معذرت کر لی۔اے کے بروہی اور جنرل ضیاء الحق نے بہت زور لگایا، بڑی منتیں،خوشامدیں کیں تو بڑی عاجزی اور بڑے انکسار سے کہا کہ چلئے محبتوں کی عطا ہے تو قبول! انعام میرے نام لکھ دیجیے لیکن رقم اسلامی یونیورسٹی کی جھولی میں ڈال دیجیے۔

ترکی،مراکش، پاکستان اور لیبیا جیسے نہ جانے کن کن حکومتوں اور مملکتوں نے اعزازات کی پیش کش کی۔ان کے ساتھ رقمی عطیات بھی تھے لیکن یہ سارے شاہی اور شہنشاہی تمغے اور نشانات مسترد کرتے ہیں۔حرص و ہوس تو تھی ہی نہیں ایسے درویش،خدا مست کا نمائش اور ریا سے کیا تعلق؟ جسے دنیا کی چاہت ہی نہ ہو اسے نمود و نمائش سے کیا سروکار یہی وہ مقام ہے' جہاں پہنچ کر عظمتوں کے مزاج سمجھ میں آتے ہیں۔

مرگ مجنوں پہ عقل گم ہے میر
کس دیوانے نے موت پائی ہے

ابھی کچھ دنوں کی بات ہے‘فلوریڈا کی ریاست سے فون آیا۔سدیدہ احمد فون پر تھیں‘شہر جیکسن و ل (Jackson vill) سے بول رہی تھیں۔وہی جگہ جہاں علم وعمل کے اس ’’دیوانے‘‘ نے دنیا چھوڑ دی اور خالق کائنات کی بارگاہ خاص میں حاضر ہوگیا۔پوتی نے اپنے دادا کے بارے میں بتایا ’’بروز منگل ۱۷دسمبر۲۰۰۲ءکو صبح اٹھے‘اپنے کمرے سے نکلے‘ناشتہ کیا‘معمول کے مطابق گھر میں ٹہلتے رہے اور اپنی مصروفیات میں لگے رہے۔دوپہر میں قیلولے کی عادت تھی ‘بعد نماز ظہر اپنے بستر پر لیٹ گئے۔باتیں وہ ہمیشہ کم کرتے تھے۔کوئی ضروری بات ہوتی تو کہہ دیتے تھے ورنہ بے کار باتوں پر منہ نہ کھولتے تھے۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے‘جس کا مطلب ہے کہ بے ضرورت باتوں پر منہ نہ کھولنا چاہیے۔ان کا بھی حساب ہوتا ہے‘رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کا انہیں کس درجہ خیال تھا۔خیال کیا‘اسوہ حسنہ تو ان کی زندگی کا ماٰل تھا۔

سدیدہ احمد کسی کالج میں پڑھاتی ہیں۔روزگار کا یہ ذریعہ ختم ہونے کے بعد تبلیغ دین کے کاموں میں لگی رہتی ہیں ۔نئی نسل کی تعلیم پر ان کی توجہ زیادہ رہتی ہے۔وہی پیرس جا کر اپنے دادا کو ساتھ لے آئی تھیں پھر وہ انہی کے ساتھ رہے۔باتوں باتوں میں سدیدہ نے کہا کہ وہ دین کے کاموں کا کوئی معاوضہ نہیں لیتی۔دادا نے تاکید کی تھی کہ ان کاموں کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا۔میں نے سنا اور دیکھا کہ دادا خود اس پر سختی سے عمل کرتے تھے۔ان کی محدود آمدنی تھی‘اسی پر صبر اور شکر سے گزارا کرتے۔اپنی استطاعت سے بڑھ کر اللہ کی راہ میں بانٹتے۔ان کی زندگی سادہ،ان کے اصول آسان اور ان کا لہجہ بہت نرم ہوتا تھا۔یوں معلوم ہوتا ہے کہ ”قولوللناس حسنا“ کے حکم پر عمل پیرا رہتے تھے۔اللہ کا حکم ہے کہ اچھی بات کرو،اس میں لہجے کی نرمی کا بھی حکم ہے اور بات کی اچھائی کا بھی۔

اس مضمون کی ابتداء میں ’’فیصل ایوارڈ‘‘ اور ہجرہ انعام‘‘ کی جو تفصیل آپ نے پڑھی‘اس کی وجہ یہ تھی کہ دینی کاموں کا معاوضہ کسی صورت اور کسی بھی انداز سے لینا مناسب نہ سمجھتے تھے۔یہ صرف علم وعمل کی وہ صورت تھی‘جس کا نام ’’تقویٰ‘‘ ہے۔کردار صحابہؓ کی یہ متاع گم گشتہ اب ملت اسلامیہ میں شاذونادر ہی کسی اہل نظر میں ملتی ہے‘اللہ نے کردار کی یہ عظمت ڈاکٹر حمید اللہ کو عطا فرمائی تھی۔

سدیدہ احمد نے بتایا کہ نیند کی حالت میں دادا کی روح خالق حقیقی سے جا ملی۔ہم لوگوں کو عصر کے وقت یہ احساس ہوا کہ وہ نماز کے لیے اٹھے نہیں جب ہم انہیں اٹھانے کے لیے پہنچے تو حقیقت کا علم ہوا۔بدھ ۱۸دسمبر۲۰۰۲ءکو ظہر کی نماز کے بعد آرلنگ ٹن کی مسجد کے امام پروفیسر ڈاکٹر یونس کوچی نے جیکسن ول کی اسلامی مرکزی مسجد میں نماز جنازہ پڑھائی۔پروفیسر کوچی استنبول میں ڈاکٹر صاحب کے شاگرد تھے۔وہ آرلنگسٹن (ڈالاس) سے اس موقع پر فلوریڈا آئے تھے۔

ڈاکٹر صاحب نے ۹۵ برس کی عمر پائی ۔وہ ۱۹فروری ۱۹۰۸ء بروز بدھ حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئے تھے۔جامعہ عثمانیہ کے شعبے دینیات سے انہوں نے فقہ میں ایم اے کیا اور ایل ایل بی کی ڈگریاں لے کر یورپ سدھارے۔ان کی دونوں ڈگریاں درجہ اول کی تھیں ۔وہ اپنے دور کے بہت ہی ممتاز اور ذہین طالب علم سمجھے جاتے تھے۔اساتذہ اسی زمانے سے اپنے ہونہار شاگرد کی صلاحیتوں کے قائل تھے۔ڈاکٹر رضی الدین صدیقی وائس چانسلر قائد اعظم یونیورسٹی ان کے معاصرین میں تھے۔۱۹۴۸ء میں وہ سقوطِ حیدرآباد سے پہلے سیکورٹی کونسل کے اس وفد میں شریک ہوکر نیویارک پہنچے جونواب معین نواز جنگ وزیر خارجہ مملکت حیدرآباد کی قیادت میں وہاں پہنچا تھا۔افسوس کہ اسی دوران میں جب سلامتی کونسل حیدرآباد کا دستوری مقدمہ سن رہی تھی کہ بھارت نے حیدرآباد پر جارحانہ حملہ کیا اور اٹھارہ راستوں سے اپنی بھاری فوج کے ساتھ اسلامیان ارض ہمالہ کی اس آزاد اور مقتدر اعلیٰ مملکت کو زبردستی ہندوستان میں ضم کرلیا۔ڈاکٹر صاحب اس سانحے کے بعد پھر حیدرآباد نہیں گئے ۔وہ پیرس میں علمی اور تحقیقاتی کام بھی کرتے رہے اور حیدرآباد کی آزادی کے لیے بڑے زمانے تک کوشاں بھی رہے۔

ڈاکٹر صاحب کے علمی کارناموں کے بارے میں پھر کسی موقع پر گفتگو ہوگی ۔جامعہ عثمانیہ کے قیام کا بڑا مقصد یہ تھا کہ اس جامعہ سے ایسے باصلاحیت اور ذہین طالب علم نکلیں جو مشرقی اور مغربی علوم سے واقف اور اسلام و ایمان کی برکتوں سے مالامال ہوں۔ڈاکٹر حمیداللہ ان کے ساتھیوں اور جامعہ عثمانیہ کے ذہین طالب علموں نے اس مقصد کو پورا کیا ،جن میں ایسے سائنسدان ،انجینئر ،ڈاکٹر ،اسکالرز ،بینکار پیدا ہوئے جنہوں نے بین الاقوامی سطح پر اپنی مادرِ علمی کا نام روشن کیا۔ڈاکٹر حمیداللہ انہی ممتاز فرزندان جامعہ میں گل سرسَبد کی حیثیت رکھتے ہیں۔انہوں نے اپنی تصنیفات سے جو فرانسیسی اور جرمنی زبانوں میں ہے،اعلیٰ تحقیقی معیار کے مطابق مستشرقین کو اسلام کی صحیح تصویر دکھلائی ۔یہ کام اس قدر دقت نظر کے ساتھ پچھلی کئی صدیوں میں کسی نے انجام نہ دیا تھا۔

سلیم الیکٹرونکس

ڈاؤلینس ریفریجریٹر کے بااختیار ڈیلر

حسین آگاہی روڈ۔ملتان فون:061-512338

محمد اورنگ زیب اعوان

مولانا اللہ وسایا قاسم رحمتہ اللہ علیہ

مولانا اللہ وسایا قاسم' کالعدم حرکت المجاہدین کے بانی رہنماؤں میں سے تھے۔ افغان جہاد شروع ہوتے ہی تحریک جہاد سے وابستہ ہو گئے۔ افغانستان تا جکستان کے محاذ پر داد شجاعت دیتے رہے۔ حرکت المجاہدین کے نام سے جہادی جماعت کا اعلان ہوا تو اس میں بھی کلیدی کردار مولانا قاسم ہی کا تھا۔ وہ اکثر کہا کرتے کہ حرکت المجاہدین نے مجھے نہیں بلکہ میں نے حرکت المجاہدین کو متعارف کرایا ہے۔ اپنا خون جگر دے کر میں نے اس کی آبیاری کی اور اب جبکہ یہ ایک تناور درخت بن گیا ہے' میں اس کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟ چنانچہ اسی تنظیم میں رہتے ہوئے' اپنی جان' جان آفریں کے سپرد کر دی۔ پاکستان کے تمام چھوٹے بڑے اخبارات اور رسائل وجرائد کے ذمہ داران سے ان کے ذاتی مراسم تھے اور ان روابط و مراسم کو کبھی بھی انہوں نے اپنے ذاتی مفادات کے لیے نہیں بلکہ تحریک جہاد کے فروغ کے لیے ہی استعمال کیا۔

افغانستان میں طالبان دور حکومت سے پہلے بھی اور پھر طالبان کے دور حکومت میں بھی بہت سے پاکستانی صحافیوں کو بھی انفرادی اور اجتماعی طور پر بارہا افغانستان لے کر گئے اور وہاں کی بڑی بڑی شخصیات اور نامور مجاہدین کے انٹرویوز کرائے مگر اخلاص کا یہ حال تھا کہ اپنے نام کی کبھی بھی تشہیر نہ کرائی۔ روزنامہ ''اوصاف'' اسلام آباد کے سابق ایڈیٹر محترم حامد میر بھی شاید اس حقیقت سے انکار نہ کریں کہ جاوید جمال ڈسکوی مرحوم کے بعد علماء دیوبند، جہادی جماعتوں اور کئی عرب مجاہدین سے ان کے تعارف کی وجہ مولانا اللہ وسایا قاسم ہی بنے۔ اس حوالہ سے بعض حقائق کا اعتراف تو وہ مولانا اللہ وسایا قاسم کی کتاب ''تحفۂ جہاد'' کی تقریظ میں بھی کر چکے ہیں۔

امریکہ کی اسلام اور مسلم کش پالیسیوں کے خلاف ''تحفظ حرمین محاذ'' ان ہی کا کارنامہ تھا' جس نے پاکستانی عوام میں امریکہ دشمنی کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی۔ ساری ساری رات جاگ کر' مولانا اللہ وسایا قاسم اس حوالہ سے کام کرتے ,لٹریچر اور اسٹکرز کی تیاری، پھر ان کو پورے ملک میں پہنچانے کا انتظام، اس حوالہ سے بڑے بڑے شہروں میں سیمینارز کا انعقاد...... یہ مولانا قاسم کی زندگی کا وہ سنہری باب ہے' جسے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا اللہ وسایا قاسم نے ہمیشہ سادہ زندگی گزاری ۔ یہ عظیم مجاہد اکثر پھٹے پرانے سلیپر پہنتا۔ کوئی تکلّف اور تصنّع نہیں تھا۔ خود ہمیشہ پیچھے رہ کر دوسروں کو آگے کرنا...... کارکنوں کی حوصلہ افزائی کرنا اُن کا وطیرہ تھا۔ پاکستان اور آزاد کشمیر کا کون سا گاؤں اور شہر ہے جہاں مولانا قاسم دعوت جہاد کے لیے نہیں گئے اور کس شہر میں ان کے دوستوں کا حلقہ نہیں ہے؟ ان کی عظیم جہادی دعوتی خدمات کا تذکرہ چند صفحات میں کیسے آ سکتا ہے ۔ اس کے لیے تو ایک کتاب چاہیے۔

جہانیاں منڈی (ضلع خانیوال) کے ایک غریب باپ کا بیٹا' جامعہ مخزن العلوم خان پور میں حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتا ہے اور پھر اپنے استاد کی نگاہ میں اتنا جچ جاتا ہے کہ حضرت درخواستی اپنے اسفار میں اسے ساتھ رکھتے ہیں اور اکثر تہجد کے وقت اٹھا کر کہتے: ''مولوی اللہ وسایا! اٹھو اور تقریر سناؤ.....'' یہ نوجوان تقریر سناتا۔ حضرت پر رقت طاری ہو جاتی۔ کبھی آہیں نکلتیں اور کبھی داد و تحسین کے جملے زبان مبارک پر ہوتے۔ کبھی اس کے ہر ہر جملے پر سبحان اللہ، سبحان اللہ کے پھول برساتے۔ شیخ درخواستیؒ ہی کی نیم شبانہ دعاؤں اور تربیت کا ثمرہ تھا کہ غریب باپ کا ہونہار بیٹا پورے ملک میں عظیم جہادی رہنما کی حیثیت سے متعارف ہوا۔ مولانا اللہ وسایا قاسم دورۂ حدیث کی تکمیل کے بعد شیخ درخواستیؒ ہی کے حکم پر سب سے پہلے جمعیت علماء اسلام میں شامل ہوئے۔ ہفت روزہ ''ترجمان اسلام'' میں کافی عرصہ تک کام کیا..... ۱۹۸۵ء میں جہادی زندگی کا آغاز ہوا۔ ان کی شب و روز اخلاص پر مبنی جد و جہد کی برکت کہ مرکزی قائدین نے دو برس قبل ان کی سعودی عرب تشکیل کردی۔ حیات مستعار کے آخری دو برس انہوں نے سرزمین حجاز میں گزارے۔ دعوت جہاد کے فروغ کے ساتھ ساتھ حج اور عمروں کی سعادت بھی حاصل ہوئی اور پھر دنیا کی معصیتوں سے پاک و صاف کر کے اللہ کریم نے انہیں اپنے پاس بلا لیا اور یوں تھکا ماندہ یہ عظیم مجاہد اعلیٰ علیین میں پہنچ گیا۔

مولانا اللہ وسایا قاسم سے میری پہلی ملاقات ۱۹۹۰ء کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر (سابق ربوہ) میں ہوئی تھی۔ بعد ازاں ۱۹۹۴ء میں جب میری تعیناتی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد میں بطور ''مبلغ'' ہوئی تو مولانا قاسمؔ سے ملاقاتوں کا سلسلہ چل نکلا۔ کبھی وہ دفتر تشریف لے آتے، کبھی میں ان کے دفتر چلا جاتا۔ کئی پروگراموں میں اکٹھے شرکت کا موقع ملا۔ ہمیشہ انہوں نے میری حوصلہ افزائی کی..... جہاں اصلاح کی ضرورت ہوتی، وہاں اصلاح بھی کرتے..... کسی بڑی غلطی پر ناراض بھی ہوتے اور غصہ بھی کرتے..... مگر یہ سب کچھ میری اصلاح کے لیے ہوتا تھا۔ سالانہ ختم نبوت کانفرنس اسلام آباد، گوجر خان، پنڈ دادنخان (ضلع جہلم) کے موقع پر بارہا دور دراز کا سفر کر کے پہنچے اور میری حوصلہ افزائی کی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ وہ دوستوں کے دوست اور یاروں کے یار تھے۔ اکثر کہتے: ''ہم تو دھڑے کے لوگ ہیں۔ ہم میں اجتماعیت ہے 'انفرادیت نہیں۔ ہم تو تنہا پرواز کے قائل ہی نہیں ہیں۔'' کسی سے تعلقات بنانا اور پھر انہیں آخر وقت تک نبھانا انہوں نے اپنے استاد محترم مولانا زاہد الراشدی سے سیکھا تھا اور اکثر اس کا اعتراف بھی کرتے تھے۔ میری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ملازمت چھوٹنے کے بعد ان کا بہت زیادہ اصرار تھا کہ ہمارے ساتھ حرکت المجاہدین میں عملی طور پر شامل ہو جاؤ اور ''صدائے مجاہد'' میں کام کرو..... میرے حوالہ سے بہت فکر مند رہتے تھے۔ کئی دفعہ ابن امیر شریعت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ، سید محمد کفیل بخاری اور برادرم عبداللطیف خالد چیمہ کو کہا کہ آپ اسے مجلس احرار اسلام میں لے لیں..... مگر میرے اپنے مسائل اور مجبوریاں تھیں۔ پھر خود ہی روزنامہ ''اوصاف'' کے سابق ایڈیٹر محترم حامد میر سے بات کی اور مجھے فون کر کے بتایا کہ فوراً اسلام آباد پہنچو..... انہی کے پیہم اصرار پر میں نے وادی صحافت میں قدم رکھا..... بعد ازاں میرے ''اوصاف'' چھوڑنے اور

’’مشرق‘‘ میں جانے پر بہت زیادہ ناراض تھے......اخبارات میں اکابر علماء دیوبند کے حوالہ سے مضامین اور خصوصی اشاعتوں کا اہتمام کرانا ان کا مشن تھا......مولانا عبدالمجید ندیم سمیت کئی ایک اکابر کو خود اخبارات کے دفاتر لے کر جاتے اوران کے انٹرویوز کراتے۔امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے انہیں والہانہ عقیدت تھی۔۱۹۹۶ء میں پریس کلب راولپنڈی میں امیر شریعت سیمینار تھا۔مولانا قاسم اس پروگرام سے دودن پہلے ٹریفک حادثے میں شدید زخمی ہوئے تھے۔مگر اسی حالت میں تشریف لائے اور خطاب کیا۔ان کے اس پروگرام کی تصویر آج بھی میرے پاس محفوظ ہے جو کہ مجھے نواسہ امیر شریعت مخدوم زادہ سید محمد کفیل بخاری نے دی تھی۔

گزشتہ برس سعودیہ سے واپسی پر برادرم قاضی عبدالباقی کے ہمراہ ہری پور تشریف لائے۔اگلے روز گوجرانوالہ کا سفر کرنا تھا مگر تمام رات ہمارے ساتھ جاگ کر گزاری اور اپنے سفر حجاز کی روداد سناتے رہے۔صبح واپس جانے لگے تو میری والدہ صاحبہ کے لیے سعودیہ سے لائی ہوئی بڑی خوبصورت تسبیح دی‘ جوان کی یادگار کے طور پر محفوظ رہے گی اور ہمیشہ ہمیں ان کی یاددلاتی رہے گی......اپنی کتاب ’’تحفۂ جہاد‘‘ کے ابتدائیہ میں بڑے اچھے انداز میں میرا تذکرہ بھی کیا جو محض ان کی کرم نوازی ہے ورنہ ’’من آنم کہ من دانم‘‘

اسلام آباد میں مولانا محمد شریف ہزاروی کے گھر ان کی دعوت تھی اور یہی دعوت ہماری آخری ملاقات ثابت ہوئی۔کھانے سے فارغ ہونے پر مولانا اللہ وسایا قاسم دفتر ختم نبوت گئے۔قاضی احسان احمد سے ملاقات نہ ہوسکی۔آبپارہ مارکیٹ میں ملک شیک پیا۔آزاد کشمیر کے اپنے ایک دوست کو فون کیا۔وہاں سے آگے چلے تو میں ’’زیرو پوائنٹ‘‘ سٹاپ پر اتر گیا۔مولانا قاسم اپنے دفتر چلے گئے اور میں روزنامہ ’’اساس‘‘ کے دفتر روانہ ہوگیا۔یہ میری ان سے آخری ملاقات تھی۔کچھ دنوں بعد وہ پھر سعودیہ چلے گئے اور میں پشاور آ گیا۔

گزشتہ دنوں اپنی ہمشیر کی شادی کے سلسلے میں پاکستان آئے تو پشاور کا میرا رابطہ نمبران کے پاس نہیں تھا۔اس لیے ان سے ملاقات نہ ہوسکی اور مولانا مجھ سے ملے بغیر ہی سفر آخرت پر روانہ ہوگئے۔مجھ سمیت اپنے سینکڑوں محبین کو رونے کے لیے پیچھے چھوڑ گئے۔حقیقت تو یہ ہے کہ ’مرنے والے تجھے روئے گا زمانہ برسوں‘ اب تو دعا ہی کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے حسنات اور قربانیوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں۔ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائیں اور جنت الفردوس میں انہیں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔آمین

مولانا ابوالکلام آزاد رحمتہ اللہ علیہ کی وفات پر آغا شورش کاشمیریؒ نے ۱۹۵۸ء میں درج ذیل اشعار کہے تھے۔آج مولانا قاسم کی اچانک وفات پر میرے اوران کے تمام دوستوں کے حسب حال ہیں۔

عجب قیامت کا حادثہ ہے اشک ہیں آستیں نہیں ہے — زمین کی رونق چلی گئی ہے افق پہ مہر مبیں نہیں ہے

تیری جدائی میں‘ مرنے والے! کون ہے جوحزیں نہیں ہے — مگر تری مرگِ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

خیر النّساء بہتر
(والدہ ماجدہ سید ابوالحسن علی ندویؒ)

بچیوں سے باتیں

آ ؤ بچیو! جس گھر میں تم ابھی آرام کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہو اور پھر جس گھر میں تمہیں جانا ہے' اس کا پُورا پُورا نقشہ میں تمہیں دکھاؤں، اگر تم کچھ بھی عقل رکھتی ہو تو فوراً سمجھ لوگی کہ ہم کہاں ہیں، اور کہاں جائیں گے۔ آج ہم کیا کرتے ہیں اور کل ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کیا کیا معاملات درپیش ہیں اور پھر کیا کیا پیش آئیں گے، آج ہم والدین کے زیرِ سایہ ہیں ہمیں کوئی بُرائی نہیں پہنچا سکتا، کل ہم کِس کے زیرِ سایہ ہوں گے، ترش رُوئی، بداخلاقی، بدمزاجی، آرام طلبی، کاہلی، تنہا خوری، خودغرضی، ان باتوں پر ہمارے والدین خاک ڈالتے رہتے ہیں، پھر ہماری عیب پوشی کون کرے گا، دوسرا کیوں برداشت کرے گا۔ اگر تم یہ معاملات خوب سمجھ لوگی تو نہایت آرام سے اپنے والدین کے پاس رہ کر بخوبی واقفیت حاصل کر لوگی کہ یہاں کیا کرنا چاہیے اور دوسری جگہ کیا کرنا چاہیے۔ اس زندگی کا لُطف کن باتوں سے حاصل ہو سکتا ہے۔

اے بچیو! میں تمہیں بتاؤں، اگر تم غور سے سنو۔ اگر تم یہ زندگی بہ آرام وعیش اور لُطف کے ساتھ بسر کرنا چاہتی ہو تو جو نصیحتیں میں کروں اس پر عمل کرو۔

پہلے میں تمہارے والدین کے یہاں رہنے کا طریقہ بتاؤں گی جس سے تمہیں بہت کچھ تجربہ ہو سکتا ہے، پھر سُسرال کا طرزِ انداز دکھا کر اس کے برتنے کا طریقہ بتاؤں گی، جس کے باعث تم معاملات سے واقف ہو جاؤ گی پھر تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچا سکے گا، بلکہ ہر شخص آرام پہنچانے والا ہوگا۔ تمہارے والدین خوش ہوں گے، تمہارے اخلاق ظاہری و باطنی دیکھ کر اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، تمہارے شوہر تمہارے مطیع وفرمانبردار رہیں گے، تمام کنبہ تمہارا ہمدرد اور ہاتھ بٹانے والا ہوگا، تمہارے بڑوں میں جو اخلاق تھے وہ تمہیں حاصل ہو جائیں گے، تمہارا انتظام دیکھ کر ہر شخص خوش ہوگا، ہر ایک تمہاری عزت کرے گا۔ قصّہ مختصر پہلے ماں باپ کا گھر اپنے بل بُوتے پر سنبھالو، اگر یہاں یہ رنگ رہا تو سُسرال میں بھی یہی رہے گا۔ اب اسی سلسلہ میں یہ کہتی ہوں کہ سُسرال میں جاتے ہی سب سے پہلے جو تمہیں کرنا ہے اور جس میں تمہارا امتحان لیا جائے گا۔ وہ انتظام خانہ داری ہے، اور گھر کی صفائی، مہمانوں کی خاطر مدارات، عزیزوں کے ساتھ سلوک نیک، اور تمہاری دست کاری، سب سے زیادہ ضروری خانہ داری کا انتظام ہے، اگر یہ نہ آیا تو گویا تم کچھ نہ کر سکیں، ابھی تمہیں بتانے والے اور سکھانے والے بھی موجود ہیں۔ کل کوئی پُرسان حال نہ ہوگا، جو تم پر پڑے گی۔ جب تم آج نہ کرو گی تو کل نہ بنے گا، اور بنے گا بھی تو ہزار مصیبت اُٹھا کے، غفلت تمہاری خصلت ہو جائے گی تو دوسروں کی نظر

میں خفیف ہو جاؤ گی، پھر عزت کیسی اور کہاں کی خوشی۔ اے بچّیو! میں یہ خوب سمجھتی ہوں کہ تم کبھی ٹھیک ہو جاؤ گی، جو نہیں آتا وہ سب آ جائے گا، جو عیب ہیں وہ ہُنر پیدا کر لیں گے، کیونکہ یہی دنیا کی مصیبتیں تمہیں سنواریں گی، مگر کس کام کا سنورنا، جب تمہارے بھلا چاہنے والے اور آرزو کرنے والے نہ رہیں گے۔

میری تو یہ خواہش ہے کہ ابھی سے تم وہ خوبیاں اور ہُنر پیدا کر لو کہ جو مصیبتیں آنے والی ہوں اُن کی یہ سپر بن جائیں، تمہیں اگر یہ خیال ہے کہ ہمیں سب کچھ آتا ہے اور موقع پر سب کچھ کر سکتے ہیں تو یہ غلط ہے۔ اگر چہ تم نے کبھی کبھار اپنے کپڑے سی لیے، یا کسی کپڑے کی کتر بیونت کر لی' یا کبھی ایک ہانڈی تیار کر لی' یا کسی کرتے، ٹوپی، بٹوے میں ایک بوٹہ بنا دیا۔ کلام مجید پڑھ کر صرف دو چار کتابیں لے بھاگیں کہ اس کے مسئلے مسائل اور ان کتابوں کے سبب تالیف سے بھی واقف نہ ہوئیں، یہ قابلیت بھی کوئی قابلیت ہے۔ اگر کوئی کچھ پوچھ بیٹھے تو دیکھتی رہ جاؤ' تمہیں لازم ہے کہ جس کام کی طرف جھکو' چاہے وہ کتنا ہی دشوار ہو' آسانی کر کے رکھ دو' کسی کی مدد کی حاجت نہ ہو' نہ تمہیں ماما رکھنے کی ضرورت ہو' نہ اپنے بزرگوں کی تم محتاج ہو' نہ مردوں کی' ایسی ہوشیار اور پھرتی سے کام کرو کہ مرد بھی حیران رہ جائیں۔ بچوں کی خدمت بھی اچھی طرح سے کرو، ان کی تیمارداری اور خانہ داری بھی کرتی رہو، یہ نہ کرو کہ ایک ضرورت پڑ جائے تو سو ضرورتوں کو کھو بیٹھو، ہر بات کا خیال رکھو، کبھی کبھی باہر کی بھی خبر لیتی رہو، اگر یہ سب وصف موجود ہوں تو بگڑی بھی بنا سکتی ہو اور اگر کوئی نقصان ہو جائے گا تو تمہاری عقل اسے ٹھیک کر دے گی، دوست کو دوست سمجھو گی اور دشمن کو دشمن۔ جو بات کہو گی' سمجھ کر کہو گی، نہ خود نقصان اٹھاؤ گی، نہ دوسروں کو پہنچاؤ گی، لڑائی جھگڑے تم سے کوسوں دور رہیں گے، ہر جگہ تمہاری آؤ بھگت ہو گی، دشمن بھی تمہارے دوست بن جائیں گے، کسی کو تم سے شکایت کا موقع نہ رہے گا، تمہارے عاقلانہ برتاؤ سے ہر شخص محبت سے پیش آئے گا، اگر کوئی خلاف بات بھی ہو جائے گی تو وہ خلاف نہ معلوم ہو گی۔ عقل مند اگر بیوقوفی کی بھی کوئی بات کرتا ہے تو وہ اچھی نہیں سمجھی جاتی، بیوقوف اپنی نادانی سے بنے ہوئے کام بگاڑ دیتا ہے، دوست کو دشمن بنا لیتا ہے اور عقل مند دشمن کو دوست' جو جو نصیحتیں میں کر چکی ہوں اور کروں گی اُن کا سمجھنا اور کرنا سب عقل پر موقوف ہے، یہ خوب سمجھ لو کہ دنیا اور آخرت کی کل خوبیاں اسی عقل سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ عقل و حیا دو بڑے جوہر ہیں۔ شرم بھی ایسی چیز ہے کہ تمام عیبوں سے بچاتی ہے۔

☆☆☆

عینک فریمی

زبان میری ہے بات اُن کی

☆عراق سے ہتھیار نہ ملنے پر تشویش نہیں۔(امریکہ)

کہ مسئلہ تو صرف تیل کا تھا۔

☆میں پبلک سرونٹ ہوں۔(وزیر اعظم جمالی)

''صدر پرویز میرا باس ہے''

☆ایٹمی ہتھیار صرف امریکہ، روس، چین، فرانس اور برطانیہ کے پاس ہونے چاہئیں۔(ایک خبر)

کہ گزیٹڈ بدمعاش صرف پانچ ہی ہیں۔

☆مساجد کو' قابض امریکی افواج کے خلاف مزاحمت کا مراکز بنایا جائے۔(صدام)

دیا دکھ بتوں نے تو خدا یاد آیا

☆مشرف سمجھتے ہیں وہی ہر درد کی دوا ہیں۔(بے نظیر)

دُکھیاں دی بیڑی لیندی ہُلا را...... ''مشکل پھسا'' سانوں تیرا سہارا

☆''میں کہناں'' اجلاس بہت اچھا جا رہا ہے۔(ایل ایف او اجلاس پر سپیکر کے ریمارکس)

کیسے کیسے ایسے ویسے ہو گئے
ایسے ویسے کیسے کیسے ہو گئے

☆اپوزیشن اگر باہر سے ہدایات لیتی ہے تو گورنر سندھ کس سے ہدایات لینے گئے تھے۔(نوابزادہ نصر اللہ خان)

بابا جی! وہ پرمٹ لے کر گئے تھے۔

☆کوشش کر رہے ہیں' ہماری باری نہ آئے۔(مشرف کا پہلا بیان)

☆ہماری باری کی بات کرنے والوں کو شرم آنی چاہیے (دوسرا بیان)

بلا تبصرہ!

☆سرحد میں اردو کو سرکاری زبان قرار دینے کا نوٹیفکیشن' انگریزی میں جاری۔(ایک خبر)

شراب سیخ پہ ڈالی' کباب شیشے میں

☆افغانستان کے پچاس ہزار لوگوں کے خون کا' مشرف کو حساب دینا ہوگا۔(حافظ محمد ادریس)

حافظ جی! امریکہ نے حساب میں ایک ارب ڈالر دے دیئے ہیں۔

☆ غربت دور کرنے کا کوئی جادوئی پلان نہیں۔(صدر مشرف)

خدا تمہیں ''غربت'' سے آشنا کر دے!

☆ نواز، بے نظیر کی واپسی کے حق میں ہیں۔(مجلس عمل)

عدو مدِ مقابل ہو تو ''مجلس'' بے کراں ہو گی!

☆ اولیاء اللہ سے عقیدت ہے، اس لیے قلیل معاوضے کے باوجود صرف ملتان میں پرفارم کرتی ہوں۔(فلمسٹار لیلیٰ)

کتنے نیک لوگ ہیں!

☆ پاکستان کو اعتدال پسند، روشن خیال ریاست کے طور پر اجاگر کیا جائے۔(شیخ رشید)

پھول ہوں سینٹ میں یا پریاں خضاب اندر خضاب

''اودھے اودھے، نیلے نیلے، پیلے پیلے پیرہن''

☆ عراق کی سلامتی اور استحکام اوّلین ترجیح ہے۔(پال بریمر)

کہنداے آباد کراں گا　　　　پر پہلاں برباد کراں گا

☆ ملتان میں ٹریفک نظام کو درست کیا تو تاجر مخالفت پر اتر آئیں گے۔(ایس پی ٹریفک)

یا ایک مخصوص طبقے کا بھتہ بند ہو جائے گا؟

☆☆☆

(بقیہ از صفحہ:۳۳)

اس عاصی کا ارادہ حاضر ہونے کا تھا مگر بعض عوارض ہائے شدید اور مجبوریوں نے مانع رکھا۔ اس عاجز و دور افتادہ معصیت آلودہ کو اس وقت بہت افسوس ہے کہ حاضر نہ ہو سکا اور نماز جنازہ میں شرکت نہ کر سکا۔ نمازِ جنازہ کے سلسہ میں یہ اطلاع ملی کہ امیرِ احرار ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن شاہ صاحب نے پڑھائی، اور دینی حلقوں اور خصوصاً جماعتِ تبلیغ سے متعلق احباب نے بڑی تعداد میں شرکت کی، الحمد للہ۔

والسّلام

شریکِ غم

حافظ صفوان محمد چوہان

ہری پور ۔۲۲/اپریل ۲۰۰۳ء

میاں محمد رفیق قیصر

نعت رسول مقبول ﷺ

جو خاک ہی ہے اساس میری، راہ نبی کا غبار ہوتا
فلک شناسا وہ پاؤں ان کے، میں ان پہ ہر دم نثار ہوتا
کبھی بگولوں کے سنگ اڑ کر، میں تیرے گھر کا طواف کرتا
کبھی میں جھونکوں کے ساتھ مل کر، حسین جالی سے پار ہوتا
ترے بھکاری جو تیرے در سے، کرم کی خیرات لینے آتے
کسی کے پاؤں کو چومتا میں، کسی جبیں کا سنگار ہوتا
میں چپکے چپکے کسی بہانے، حرا کے آنگن میں جا بکھرتا
تو جسم اطہر سے پھر لپٹتا، ذرا نہ دشوارِ کار ہوتا
ہے یہ بھی ممکن فلک پہ جاتا، میں ان کے نعلین سے لپٹ کر
جو ایسا ہوتا تو آج میں بھی، کوئی کہکشاں شمار ہوتا
جو تیری راہوں کی خاک ہوتا، تو نام خاکِ شفا بھی ہوتا
میں سب کے پاؤں میں رہتا پھر بھی، بہت ہی عالی وقار ہوتا
تمہاری وادی میں چاروں جانب، ہوائیں مجھ کو اڑاتی رہتیں
بہت ہی قیصر سکون ملتا، جو اک جگہ نہ قرار ہوتا

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ (غیر مطبوعہ)

میں اُس قبیلے کا فردِ حق ہوں……

میں اس قبیلے کا فردِ حق ہوں کہ جس کا مسکن تھا چاندنی میں
اب ایسی سوئی ہے چاندنی بھی کہ مجھ سے رستہ ہی کھو گیا ہے

میں بھٹکا بھٹکا‘ میں مارا مارا سا پھر رہا ہوں بنی مُضَرُ ☆ میں
میں راستے میں بکھر گیا ہوں کہ مجھ سے رستہ ہی کھو گیا ہے

کوئی تو آئے جو بڑھ کے تھامے یہ ہاتھ میرا‘ وہ ہاتھ میرا
کہیں سے مجھ کو صدا ہی دے دو کہ مجھ سے رستہ ہی کھو گیا ہے

یہ کس جگہ پہ میں آ گیا ہوں‘ یہ شور، چیخیں، پکار کیسی؟
یہ بوئے خوں اور غبار کیوں ہے؟ یہ اونچی اونچی جدار ☆ کیسی؟

مجھے یہ دیوار پھاندنی ہے، لہو کی ندیا میں تیرنا ہے
رکاوٹوں کے ہجوم میں سے‘ بہت ہی تیزی سے پیرنا ہے

پھر اس سے آگے وہ چاندنی ہے جو میرا مسکن تھا، میرا گھر تھا
وہ چاندنی جو سمٹ گئی ہے‘ جدھر کا رستہ ہی کھو گیا ہے

مرے قبیلے کی اکثریت نے اپنی قدروں کو روند ڈالا
وطن، حمیت کو، قومی غیرت کو، پاک سیرت کو روند ڈالا

وہ کلچر اپنی جنود لے کر‘ چہار جانب سے اُن پہ جھپٹا
کہ جنس و دولت کی لذتیت میں ایسے ڈوبے رہا نہ کھٹکا

یوں ظلمتوں نے ہے گھیر رکھا، ہر ایک جانب سے چاندنی کو
شمال مغرب سے ساحلوں تک، ترس رہا ہوں میں چاندنی کو

پر ایک رستہ ہے چاندنی تک رسائیوں کے سفر کا باقی
دھوئیں کے بادل، غبار کے دَل، عدو کا صحرا، سفر کا باقی

میں ان سے بچ کے نکل گیا تو اسی قبیلے سے جا ملوں گا
کہ جس کا مسکن تھا چاندنی میں، جدھر کا رستہ ہی کھو گیا ہے

میں چاندنی تک سفر کروں گا، میں بالیقیں بے خطر کروں گا
کہ چاندنی جب مجھے پکارے، میں اس گھڑی تک سفر کروں گا

☆مُضَرُ بن نزَار، نبی کریم ﷺ کے اجداد میں ہیں ''مُضَرُ الْحَمراء'' کے نام سے مشہور تھے۔
☆جِدار......بمعنیٰ، دیوار

عمر فاروق ہارڈ ویئر اینڈ مل سٹور

عمارتی و صنعتی سامان، ہارڈ ویئر، پینٹس، ٹولز، بلڈنگ میٹریل
گورنمنٹ سے منظور شدہ کنڈے، باٹ و پیمانہ جات

صدر بازار، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462483

شورش کاشمیری

معاذ اللہ

پہلوئے شیخ میں سرکار خدا خیر کرے
آج رونق پہ ہیں اخبار خدا خیر کرے

اپنے مرکز کی طرف لوٹ رہا ہے شاید
اک معشوقِ طرحدار خدا خیر کرے

میں تو کہتا نہیں احباب میں شہرت ہے یہی
بک گئے جبّہ و دستار خدا خیر کرے

اک طرف گیسوئے عذرائے سخن کی رونق
اک طرف حملۂ تاتار خدا خیر کرے

بسکہ ہے کاکلِ پیچاں کی تب وتابِ جدید
کھینچ لائی ہے سرِ دار خدا خیر کرے

شیخ جی! اس بتِ کافر سے حلالہ نہ کریں؟
دیکھتا ہوں یہی آثار خدا خیر کرے

مال عمدہ ہوتو گاہک بھی چلے آتے ہیں
خوب ہے گرمیٔ بازار خدا خیر کرے

اس زمانے کے رذیلوں کی پذیرائی پر
عرش والے ہیں نگوں سار خدا خیر کرے

جیسے خورشیدِ درخشاں پہ گہن کا سایہ
یوں اکٹھے ہیں گل وخار خدا خیر کرے

آ گیا منبر و محراب پہ الزامِ نوی
ہوگئی شیخ پہ یلغار خدا خیر کرے

شورش اس دور میں قرطاس وقلم کی رونق
ہیں مرے طنزیہ اشعار خدا خیر کرے

سید کاشف گیلانی

سچ کہو کیا یہی آدابِ مسلمانی ہیں

اے مسلمانو! بڑا وقت کٹھن ہے جاگو
ظلم کے پاؤں تلے دشت و دمن ہے جاگو

متحد ہو کے زمانے کا تقاضا سمجھو
یہ ہے دُشمن بڑا بُزدل اسے بھاگا سمجھو

اس گراں خوابی سے اے اہل بصیرت اُٹھو
آنے والی ہے کوئی دن میں قیامت اُٹھو

ظلم کا ابر رواں گرجے کہاں کیا معلوم
کِس نشیمن پہ گرے برق تپاں کیا معلوم

سونے والوں نے یہ سمجھا کہ سحر ہی نہ ہوئی
انقلاب آ گیا اور اُس کی خبر ہی نہ ہوئی

حوصلہ اس لیے دُشمن کا فزوں ہوتا ہے
دہر میں روز مسلمانوں کا خُوں ہوتا ہے

ہم مسلماں نہیں افغانی و ایرانی ہیں
سچ کہو کیا یہی آداب مسلمانی ہیں

پانی کی طرح بہا غیرت ایماں کا لہو
خُود مُسلماں نے کیا آہ مُسلماں کا لہو

نام آباء کیا بدنام مُسلمانوں نے
بیچ دی غیرتِ اسلام مُسلمانوں نے

آج ہم کُفر سے مرعوب ہُوئے جاتے ہیں
قُوّت جبر سے مغلوب ہوئے جاتے ہیں

اُمت شاہ اُممؐ بانیٔ بیداد نہیں
معرکہ بدر و اُحد کا ہمیں کیا یاد نہیں

ظلم سہہ کر بھی زباں تشنۂ فریاد نہیں
کیا ہمیں خُونِ حُسینؓ ابن علیؓ یاد نہیں

مال و دولت کو رذیلوں نے خدا سمجھا ہے
سر بازار شہیدوں کا لہو بیچا ہے

اہل جبروت کی تائید کی حامی بھر لی
ہم نے دجال کے بیٹے کی غلامی کرلی

لذت راحت عُقبیٰ نہیں دل میں باقی
سرفروشی کی تمنّا نہیں دل میں باقی

کون کہتا ہے کہ موت سے ڈرنا اچھا
ڈر کے جینے سے تو سو بار ہے مرنا اچھا

کُفر للکار رہا ہے علی الاعلان ہمیں
مار ڈالے نہ کہیں عزم کا فُقدان ہمیں

جب کسی نعمت ربی سے نہیں ہے محروم
سجدۂ شکر سے پھر کیوں یہ جبیں ہے محروم

اپنی کرنی سے مرے دور کے شداد ڈریں
آنے والی ہے فلک سے کوئی اُفتاد ڈریں

کب ہے فرعون بچا کب کوئی ہامان بچا
اُن کی سِطوت رہی باقی نہ ہی سامان بچا

کافر اللہ کی لاٹھی سے نہ بچ پائیں گے
ہم علم ' سیدِ ابرار کا لہرائیں گے

انور مسعود

امبڑی

ماسٹر: اج بڑی دیر نال آیا ایں بشیریا
ایہہ تیرا پِنڈ اے تے نال ای سکول اے
جائیں گا تو میرے کولوں ہڈیاں بھنا کے
آیا ایں تو اج دونوں ٹلیاں گھسا کے

بشیریا: منشی جی میری اک گل پہلاں سن لو
اکرمے نے نھیر جیہا نھیر اج پایا جے
مائی نوں ایہہ ماردا تے بڑا اڈھا ماردا اے
اج ایس بھیڑ کے نے حد پئی مکائی اے
اونھوں مار مار کے مدھانی بھن سُٹی سو
بندے کٹھے ہوئے نے تے اوتھوں بھج گیا اے
چُک کے کتاباں تے سکول ول نسیا اے
مائی ایہدی منشی جی گھر ساڈے آئی سی
مونہہ اُتے نیل سَن سُجا ہویا ہتھ سی
اکھاں وچ اتھرو تے بُلاں وِچ رَت سی

کہن لگی سوہنیا وے پُتر بشیریا
میرا اک کم وی تو کریں اج ہیریا
روٹی میرے اکرمے دی لئی جا مدرسے
اَج فیر ٹُر گیا اِی میرے نال رُس کے
گھیو وِچ گُھن کے پراونٹھے اوس پکے نیں
ریجھ نال رِنھیاں سُو انڈیاں دا حلوا
پونے وچ بنھ کے تے میرے ہتھ دِتی سُو
ایہو گل آکھدی سی مُڑ مُڑ کے منشی جی
چھیتی نال جائیں بیبا دیریاں نہ لائیں بیبا
اوہدیاں تے سُو سدیاں ہون گیاں آندراں
بُھکھا بھانا اَج اوہ سکولے ٹُر گیا اے
روٹی اوہنے دِتی اے میں بَجھا لگا آیا جے
اکرمے نے نھیر جیا نھیر اَج پایا جے

شاہدہ حسن

زمیں کا نقشہ بدل رہا ہے

بہت ہی بوجھل ہے دل
اور اپنے احساس کے الاؤ میں جل رہا ہے
زمیں کا نقشہ بدل رہا ہے
ہزیمتوں اور ہلاکتوں کی عجیب یلغار ہے
کہ صحرا کی وسعتوں سے
سیاہ آندھی کے تیز جھکڑ گزر رہے ہیں
یہ دانہ ودام کی کہانی...... بہت پرانی
عقاب، ننھے سے اک پرندے کے منہ سے دانہ
جھپٹ رہا ہے
درندگی اس مقام پر ہے
کہ بابل ونینوا کی تہذیب رو رہی ہے
فرات و دجلہ لہو کے اشکوں سے بھر گئے ہیں
وہ جن کے سینوں میں
الف لیلیٰ کی سحرانگیز داستانیں دھڑک رہی تھیں
انہی کی روحوں میں
خوف کے صد ہزار جنگل اتر گئے ہیں

جو امن کی مشعلیں جلا کر
ہماری تہذیب کو نئی منزلوں کا مژدہ سنا رہے تھے
جو آسمانوں کی سمت رستہ دکھا رہے تھے
یہ آج دانش گہوں سے اپنی
تمام دنیا کو موت کی آہٹوں کا پیغام دے رہے ہیں
ہوس کا بازار لگ چکا ہے
سلامتی اور بقا کے ضامن
قلیل فوجوں سے لرز رہے ہیں
کروز میزائلوں کے شعلے برس رہے ہیں
سفید کونپل سے نرم اعضاء
جھلس رہے ہیں
حسین یاقوت جیسی ہونٹوں کی مسکراہٹ
دھوئیں میں تحلیل ہو رہی ہے
سیاہ پیڑوں کی، مُردہ چڑیوں کی راکھ
رستوں میں بچھ گئی ہے
ستم گری کا یہ کارِ وحشت

تو کیا، یہی ہیں وہ ہاتھ
مقتل میں ڈھل گئے ہیں
تمام چہرے بدل گئے ہیں
محاصرہ بڑھ رہا ہے پیہم
نجف میں، بصرہ میں
اور بغداد کی فصیلوں میں
اب دراڑیں پڑی ہوئی ہیں
زمانہ طاقت کے ناخداؤں کے
اک اشارے پہ چل رہا ہے
نئی تباہی کے رخ پہ
کروٹ بدل رہا ہے
خدا کے لہجے میں بات کرتے
یہ چند انساں
زمیں کی تقدیر
اپنے ہاتھوں میں لے رہے ہیں

کہ رنگ و آہنگ کے حسیں مرغزار
مفاد کی اور غرض کی دنیا
انوکھے انصاف پر مُصر ہے
وہ اس زمیں کے چھپے خزانوں پہ
اپنے سانپوں کی پہرے داری کی منتظر ہے
ادھر زمینِ عراق
کہنہ روایتوں کے مہیب صحرا میں
ان گنت بے نشاں قبروں کے
سلسلوں کو بڑھا رہی ہے
اُدھر......وہ قوت، سپاہ کثرت
نئے عزائم کی داستانیں سنا رہی ہے
تحیر آمیز طاقتوں کے ہزار جلوے دکھا دکھا کر
دلوں میں بارود کی سرنگیں بچھا رہی ہے
نئی صدی کے بدن میں سرطان پل رہا ہے
زمیں کا نقشہ بدل رہا ہے

عتبان محمد چوہان

غزل

نو واردانِ کوئے ستم گر بھی جان لیں
نکلے کبھی نہ آہ بھی یہ دل میں ٹھان لیں

سوچیں کبھی نہ سود و زیاں راہِ شوق میں
وہ جان بھی طلب کرے تو ہنس کے مان لیں

لطف و کرم سے ان کے ہی مَیں جاں بلب ہوا
کچھ اور التفات کریں، میری جان لیں

ایسا نہ ہو کہ آپ بھی جینے کے واسطے
لمحے اُدھار لیں تو کبھی سانس، دان لیں

کیوں واپسی میں دیر ہوئی نامہ بر کو آج
شاید وہ کشمکش میں ہوں اس بار مان لیں

یارب متاعِ درد وہ دنیا میں بانٹ کر
اہلِ سخا میں مرتبۂ عالی شان لیں

کہتے ہیں اب بھلے سے وہ عِتبان ہو نہ ہو
ہم انتہاءِ ناز کریں، ہم تو جان لیں

تبصرہ: ابوالادیب

رسالہ: ماہنامہ ''آبِ حیات'' لاہور (مئی ۲۰۰۳ء)

مدیرِ اعلیٰ: محمود الرشید حدوٹی

صفحات: ۱۸۰ قیمت: ۳۰ روپے ملنے کا پتہ: جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن فیروز پور روڈ لاہور

رسالہ زیرِ بحث ''سیرت النبی ﷺ کا عسکری پہلو اور عصرِ حاضر'' کے عنوان پر، ادارے کی طرف سے، خاص نمبر شائع کیا گیا ہے۔ جس میں کوئی بیس کے قریب مضامین شامل ہیں۔ تحریریں اکثر معیاری ہیں۔ رسول پاک ﷺ کی حیاتِ طیبہ، مزاحمت سے عبارت ہے۔ قدم قدم پر غزوات کا سامنا ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی میں دین اور سیاست ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ بہت ہی کمینے اور سفلے ہیں۔ وہ نام نہاد سکالر جو تحریر اور تقریر میں یہ کہتے ہوئے شرم محسوس نہیں کرتے کہ '' سیاست میں دین کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ اسلام کے ٹھیکدار مسجدوں میں جا کر نماز پڑھائیں اور سیاست کرنٹوں کے لیے چھوڑ دیں''۔ جب کہ ہادیٔ اعظم ﷺ کی زندگی کا دائرہ، دین سے لے کر سیاست عدالت، نظامت، مزاحمت جیسے تمام زاویوں پر محیط ہے۔ زیرِ نظر رسالہ بھی ''مجاہدِ اعظم اور عصرِ حاضر''، سپہ سالارِ اسلام و عصرِ حاضر، رسول اکرم ﷺ کے جہادی معرکے، جنگ سے پہلے تیاری، نبی اکرم ﷺ سالارِ اعظم، جیسے عنوانات سے مزین ہے۔ قابلِ مطالعہ ہے۔

کتاب: ''حقوقِ انسانی کی آڑ میں''

مرتّب: محمد متین خالد صفحات: ۵۶۰ قیمت: ۲۰۰ روپے

ناشر: مجلس تحفّظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان ملنے کا پتا: علم و عرفان پبلشرز، ۳۴ اردو، بازار لاہور

ہماری بدقسمتی کی انتہا کہ سرزمینِ پاکستان، مذہب بیزار اور وطن دشمن این جی اوز کے لیے شروع دن سے ہی زرخیز رہی ہے۔ اہلِ اقتدار کی عیّاشیوں اور اغراض پرستیوں نے انہیں ہمیشہ سے کُھل دے رکھی ہے۔ کہ اُس سے انہیں بھی کچھ نہ کچھ آذوقہ ملتا ہے۔ اور پھر تعجّب کی بات یہ ہے کہ کوئی بھی حکومت چاہے وہ لادین اور سیکولر ہو یا اُس نے چہرے پر بظاہر اسلام دوستی کا ماسک چڑھا رکھا ہو۔ ان این جی اوز کے خلاف کارروائی کرنے کے بجائے ہمیشہ ان کی سرپرستی کرتی رہی ہے۔ انہیں ہمیشہ معزز ین قرار دے کر وی آئی پی کی حیثیت سے نوازا گیا ہے۔ پرنس کریم سے لے کر عاصمہ جہانگیر تک اور مغرب زدہ بیگمات سے لے کر عیاش گھرانوں کے بگڑے ہوئے شہزادوں تک، سب کے سب مغرب کی تحریکِ

آوارگیٔ نسواں، مغربی نظریات کی بھونڈی نقالی اور مادر پدر آزاد معاشرے کی لغو جگالی میں مصروف ہیں۔ یہ نام نہاد این جی اوز جو مغرب کے اشارے پر مسلسل ہماری نظریاتی سرحدوں پر حملے کرتی رہتی ہیں ان کا ایجنڈہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ان کی سرگرمیاں مسلمانوں کے دلوں سے نور ایمان کی دولت ختم کرنے، جہاد کو دہشت گردی قرار دینے، سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین اور دوسرے گستاخانِ رسول کی حمایت و تائید کرنے، دینی مدارس پر پابندی لگانے، اسلامی ثقافت کی بجائے لادینیت کو فروغ دینے، ایٹمی پروگرام کی مخالفت کرنے، مسلمانوں کو تہذیبی طور پر غلام بنانے، خاتونِ خانہ کو گھر سے نکال کر شمع محفل بنانے، طوائفوں کو جنسی ورکر قرار دینے، گھر سے بھاگی ہوئی لڑکیوں کو خاندان سے متنفّر کرنے کے لیے وقف ہیں۔ اپنے اس مذموم ایجنڈے کی تکمیل کے لیے یہ این جی اوز، اجرتی قاتلوں پیشہ ور تخریب کاروں اور کرائے کے گوریلوں کا کردار ادا کرتی ہیں۔

زیرِ بحث کتاب میں ان ہی این جی اوز کی در پردہ سازشوں، سربستہ رازوں اور ان کی خفیہ کارروائیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ بہت ہی معلوماتی کتاب ہے۔ سفید کاغذ پر معیاری طباعت اور خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ مزیّن ہے۔

کتاب: اکابر کی شامِ زندگی

مرتب: مولانا عمادالدین محمود ضخامت: ۶۴ صفحات قیمت: ۲۴ روپے

ناشر: القاسم اکیڈمی٬ جامعہ ابوہریرہ، پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ (سرحد)

کوئی عقلمند چھت سے نیچے چھلانگ نہیں لگاتا، کہ اُسے معلوم ہے کہ اس طرح اُسے سخت چوٹ آئے گی۔ کوئی آگ میں ہاتھ نہیں ڈالتا کہ اُسے جل جانے کا یقین ہے۔ دریا میں نہیں کودتا کہ ڈوب جائے گا، پھر کتنے تعجب کی بات ہے کہ جو چیز ان سب سے زیادہ یقینی ہے یعنی موت۔ اس کی طرف سے ہر کوئی غافل ہے اور پھر اس غفلت پر کسی قسم کی کوئی شرمندگی نہیں۔ آدمی٬ زندگی میں اپنے آپ کو جس کام میں اکثر مشغول رکھے گا اُسی پر اُس کا خاتمہ ہوگا۔ جس طرح کوئی آدمی زندگی گزارے گا اُسی طرح اُسے موت آئے گی اور جس طرح موت آئے گی اُسی طرح وہ حشر کے دن اٹھایا جائے گا

زیرِ عنوان کتاب میں اڑتیں علماء، صلحاء اور فقہا کے آخری ایام کی کیفیات کو قلم بند کیا گیا ہے جو مختلف کتابوں سے اخذ کیے گئے ہیں۔ قارئین کے لیے اس کتاب میں بے شک عبرت و موعظت کا بہت سا سامان ہے۔

☆☆☆

عورتوں کو سب سے زیادہ حقوق اسلام نے عطا کئے ہیں

مولانا زاہدالراشدی کا چیچہ وطنی میں خواتین کے اجتماع سے خطاب

چیچہ وطنی (یکم مئی) مجلس احراراسلام شعبۂ خواتین کے زیراہتمام قاضی رضوان الدین احمد صدیقی کی رہائش گاہ پر خواتین کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ممتاز سکالر مولانا زاہدالراشدی نے کہا کہ اسلام نے خواتین کو رائے اور تعلیم کا حق اُس دور میں دیا جب مغرب میں عورت کو انسان بھی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے مثالی ادوار میں عورتوں نے نمایاں علمی و دینی خدمات سرانجام دی ہیں اور ان کا اُسوہ قیامت تک کے لیے ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا عورت بچے کی ابتدائی درس گاہ ہوتی ہے۔ اور یہی درسگاہ بچے کی تربیت میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج ہمارے تمام معاشرتی بگاڑ اور نئی نسل کی بے راہ روی کا اصل سبب قرآنی و آسمانی تعلیمات سے انحراف ہے۔ مغربی کلچر کی مرعوبیت سے آئندہ نسلوں کو نکالنے کے لیے ضروری ہے کہ خواتین صحابیات کی زندگی کا مطالعہ کریں اور گھروں میں اسلامی کلچر کو فروغ دیں۔ قبل ازیں مولانا زاہدالراشدی نے بعد نماز فجر جامع مسجد میں درس قرآن کریم کی نشست سے بھی خطاب کیا۔

دینی مدارس کو کنٹرول کرنے کا اصل مقصد ہم سے ہمارا عقیدہ چھیننے کی خطرناک عالمی سازش کا حصہ ہے

مولانا زاہدالراشدی کا ''فہم دین کورس'' سے خطاب

چیچہ وطنی (یکم مئی) ممتاز سکالر اور پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہدالراشدی نے کہا ہے کہ دینی مدارس کو کنٹرول کرنے کا اصل مقصد ہم سے ہمارا عقیدہ چھیننے کی خطرناک عالمی سازش کا حصہ ہے اور یہ ایجنڈا پاکستانی حکمرانوں کا اپنا نہیں بلکہ وہ جس امریکہ کے غلام ہیں یہ ایجنڈا بھی اُسی کا ہے۔ وہ جدید دفتر مجلس احراراسلام جامع مسجد چیچہ وطنی میں ''فہم دین کورس'' کی تعارفی وافتتاحی تقریب سے خطاب کر رہے تھے۔ تقریب کی صدارت مرکزی انجمن تاجران کے صدر شیخ محمد حفیظ نے کی جبکہ مولانا محمد اشرف (لاہور)، احرار رہنما عبداللطیف خالد چیمہ، حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر اور محمود احمد نے بھی خطاب کیا۔ مولانا زاہدالراشدی نے کہا کہ نئی نسل کی تعلیم وتربیت کے لیے فہم دین کورسز وقت کی اہم ضرورت ہے۔ نوجوان دینی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے میڈیا کی اہمیت وضرورت کا ادراک کریں۔ آج جنگ ذرائع ابلاغ کے ذریعے لڑی جا رہی ہے اور ذرائع ابلاغ پر یہود ونصاریٰ کا قبضہ ہے۔ تمام دینی حلقوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس خلا کو پُر کرنے کا اہتمام کریں۔ مولانا زاہدالراشدی نے کہا کہ اہل علم کی ذمہ داری ہے کہ وہ اردگرد کے ماحول کی جہالت ختم کرنے کے لیے عملی اقدامات کریں۔ انہوں نے کہا کہ قرآن وسنت سے شعوری تعلق پیدا کئے بغیر نہ تو ہماری جہالت ختم ہوسکتی ہے اور نہ ہی ہمارا مستقبل محفوظ ہوسکتا ہے۔ قبل ازیں لٹریری یوتھ فورم کے زیراہتمام اقراء پبلک سکول میں ''نوآبادیاتی نظام اور مظلوم اقوام کا مستقبل'' کے موضوع پر لیکچر دیتے ہوئے مولانا زاہدالراشدی نے کہا کہ بدلتی ہوئی عالمی استعماری یلغار کی روک تھام کے لیے کوئی مؤثر قدم

اٹھانا ہوگا اور اس سلسلہ میں اسلامی سربراہ کانفرنس کا فوری اجلاس طلب کیا جانا ضروری ہے۔انہوں نے کہا کہ جنوبی ایشیا اور وسطی ایشیا کے جغرافیہ کوتبدیل کرنے اور فلسطین اور کشمیر کے مجاہدین کی قربانیوں کا سودا کرنے کی تیاریاں ہورہی ہیں۔اسلامی تحریکات اس سلسلہ میں بیداری کا مظاہرہ کریں اور مل جل کر فلسطین اور کشمیر کے عوام کے خلاف عالمی سازشوں کو بےنقاب اور ناکام بنانے کے لیے کام کریں۔انہوں نے کہا کہ نوآبادیاتی نظام ماضی کی طرح آئندہ بھی دنیا کے وسائل پر قبضہ کر کے مظلوم قوموں پر عرصۂ حیات تنگ کرنا چاہتا ہے۔اس نشست کی صدارت جناب شیخ عبدالغنی نے کی جبکہ میزبانی کے فرائض محمود احمد نے ادا کیے۔

امتِ مسلمہ کی فکری وعملی رہنمائی کرنا علمائے کرام کی ذمہ داری ہے

قادیانی جماعت کی سرگرمیاں ملکی آئین سے غداری پر مبنی ہیں

دفتر احرار چیچہ وطنی میں ’’ردّ قادیانیت کورس‘‘ سے مقررین کا خطاب

چیچہ وطنی (یکم مئی) مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے زیر اہتمام دوروزہ ’’ردِ قادیانیت کورس‘‘ منعقدہ مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی سے پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہدالراشدی نے کورس کی مختلف نشستوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امت مسلمہ کی فکری وعلمی راہنمائی کرنا علمائے کرام کی ذمہ داری ہے۔علمائے کرام اور دینی اداروں کو نئی نسل کا ایمان اور عقیدہ بچانے کے لیے منظّم جدوجہد کرنی چاہیے۔عالمی استعمار نے قرآن کریم اور جناب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مسلمانوں کی بے لچک عقیدت اور کمٹمنٹ کو کمزور کرنے کے لیے جھوٹی نبوتوں کا ڈھونگ رچایا اور جعلی نبی کھڑا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو ان کے مرکزی عقیدت سے الگ کر کے فکری واعتقادی فتنوں کا شکار بنایا جائے۔مسجد احرار چناب نگر کے خطیب مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ قادیانیت کو اسلام کے نام پر متعارف کرانا صریحاً ارتداد اور زندقہ کی ذیل میں آتا ہے۔قادیانی جماعت کی سرگرمیاں ملکی آئین سے غداری پر مبنی ہیں۔اہل اقتدار قادیانیوں کی غیر اسلامی اور غیر قانونی سرگرمیوں سے مسلسل چشم پوشی سے کام لے کر عملاً قادیانی گروہ کو سپانسر کررہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ چناب نگر سمیت پورے ملک میں قانون امتناعِ قادیانیت کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہورہی ہے اور قانون نافذ کرنے والے ادارے مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کر کے عوام میں بےچینی بڑھا رہے ہیں۔مولانا محمد اشرف نے کہا کہ ہمیں اپنی نئی نسل کے مستقبل کو محفوظ کرنے کے لیے انکارِ ختم نبوت پر مبنی قدیم وجدید فتنوں کا علمی وتحریکی تعاقب جاری رکھنا ہوگا۔

قائد احرار کا دورۂ پسرور

پسرور (۸رمئی) مجلس احرارِ اسلام کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ مدرسہ قاسم العلوم کے سالانہ جلسہ سیرت النبی ﷺ میں شرکت کے لیے پسرور ضلع سیالکوٹ تشریف لائے۔احرار کے بزرگ کارکن محترم حفیظ رضا پسروری لاہور سے آپ کے رفیقِ سفر تھے۔مدرسہ کے مہتمم حافظ محمد سرور صاحب، مدرسہ کے اساتذہ وطلباء، جناب ملک

عبدالرشید، مولانا غلام فرید، سائیں محمد حیات مرحوم کے فرزند عامر حفیظ اور اہل پسرور نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ محترم حفیظ رضا پسروری نے حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ، حضرت مولانا بشیر احمد پسروری رحمہ اللہ اور اکابر احرار کے پسرور سے تعلق کے حوالے سے تمہیدی کلمات بیان کئے۔ حضرت پیر جی مدظلہ نے مدرسہ کے طلباء طالبات (جنہوں نے حفظ قرآن کریم مکمل کیا) کو اسناد تقسیم فرمائیں اور اُن کے لیے دعاء کی۔ رات گئے تک حضرت کا بیان جاری رہا۔ قرآن کریم کی تلاوت اور سیرتِ طیّبہ کے پُرنور واقعات نے سامعین کے ایمان کو جلا بخشی۔ اگلے روز حضرت مفتی رشید احمد رحمہ اللہ کے گھر تعزیت کے لیے تشریف لے گئے مفتی رشید احمد رحمہ اللہ حضرت مفتی بشیر احمد رحمہ اللہ کے فرزند جانشین تھے۔ گزشتہ دنوں ان کا انتقال ہوا۔

مرکزِ ختمِ نبوت کا سنگِ بنیاد

لاہور (۹رمئی) قائد احرار حضرت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے پاسبانِ ختمِ نبوت کے سیکرٹری جنرل علامہ محمد ممتاز اعوان کی دعوت پر ۹رمئی کو مرکزِ ختم نبوت جوہر ٹاؤن کا سنگِ بنیاد رکھا اور خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا۔ بعد نمازِ مغرب دفتر احرار، مسلم ٹاؤن میں مجلس ذکر منعقد ہوئی اور مجلس کے اختتام پر حضرت قائدِ احرار نے درسِ قرآنِ کریم ارشاد فرمایا۔

مولانا فداء الرحمٰن درخواستی اور قاری عبدالحئی عابد کی دفتر احرار چیچہ وطنی میں تشریف آوری

چیچہ وطنی (۱۲رمئی) مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے شعبہ تحفظ ختم نبوت کے سابق مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا قاری عبدالحئی عابد ۳رمئی کو چیچہ وطنی تشریف آوری کے موقع پر جدید دفتر احرار جامع مسجد تشریف لائے اور دعا فرمائی۔ اسی طرح شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی ۱۲رمئی کو احرار کے نئے دفتر تشریف لائے۔ جہاں عبداللطیف خالد چیمہ کے علاوہ دارالعلوم ختم نبوت کے اساتذہ اور احرار کارکنوں نے ان کا استقبال کیا اور علاقائی جماعت کے منصوبوں کی تفصیلات سے آگاہ کیا حضرت درخواستی نے احرار کے تعلیمی وتحریکی کام کو سراہا اور حاضرین سے مختصر خطاب کیا اور دعا فرمائی۔

پاک بھارت دوستی کی نئی لہر میں قادیانی امریکی ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں

عقیدۂ ختم نبوت اور عصمتِ نبوت کی حفاظت ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے

تحفظِ ختم نبوت کے لیے مجلس احرارِ اسلام کی جدوجہد تاریخ کا زریں باب ہے

پچیسویں سالانہ ’’تحفظ ختم نبوت کانفرنس‘‘ سے مقررین کا خطاب

چناب نگر (خصوصی رپورٹ) مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام پچیسویں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس ۱۱، ۱۲ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۴، ۱۵رمئی ۲۰۰۳ء بروز بدھ، جمعرات مدرسہ ختم نبوت‘ مسجد احرار چناب نگر میں منعقد

ہوئی۔ ملک بھر سے احرار کارکنوں کے قافلے ۱۱ربیع الاوّل کو صبح ہی سے مسجد احرار پہنچنا شروع ہوگئے تھے۔اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مرتبہ احرار کارکن کثیر تعداد میں کانفرنس میں شریک ہوئے۔خاص طور پر سب سے بڑا قافلہ لاہور سے بزرگ احرار رہنما جناب چودھری ثناءاللہ بھٹہ اور جناب میاں محمد اویس کی قیادت میں شریک ہوا۔۱۱ربیع الاوّل بعد نماز ظہر قاری محمد طاہر کی تلاوت قرآن کریم سے کانفرنس کی پہلی نشست کا آغاز ہوا۔حافظ محمد اکرم احرار اور ثاقب برادران نے نعتوں اور نظموں سے سامعین کے دلوں کو گرمایا اور جذبوں کو ابھارا۔مسجد احرار کے خطیب مولانا محمد مغیرہ کے تمہیدی کلمات کے بعد مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب ناظم سید محمد کفیل بخاری نے کانفرنس کی غرض وغایت اور مجلس احرار اسلام کے نصب العین پر روشنی ڈالی۔حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کے فرزند صاحبزادہ مولانا عزیز احمد مدظلہ (خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف) خصوصی شفقت فرماتے ہوئے کانفرنس میں شریک ہوئے اور آخری نشست کی صدارت فرمائی جبکہ دیگر مختلف نشستوں کی صدارت مرکزی نائب امیر چودھری ثناءاللہ بھٹہ اور سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد نے کی۔

ممتاز عالم دین اور بزرگ دانشور وصحافی مولانا مجاہد الحسینی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اور عصمتِ نبوت کی حفاظت ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔محمد عربی ﷺ کے پروانو!رسول اللہ ﷺ کا پیغام امن وسلامتی پوری دنیا میں گھر گھر پہنچادو۔۔انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کو برسر اقتدار طبقہ نے لگام نہ ڈالی تو فدائیان ختم نبوت خود ان کا راستہ روکیں گے۔کفر اور اسلام ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ہم پاکستان میں اسلام کے علاوہ کوئی نظام نہیں چلنے دیں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزائی اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں۔قادیانیوں کا نیا سربراہ بھی سابق سربراہ کا بروز ہے۔پاکستان کی محبت اور قادیانیت کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔حکومت کے کلیدی عہدوں پر ناجائز قابض قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔میٹرک کے نصاب میں محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر کی بجائے قادیانی ڈاکٹر عبدالسّلام کو پاکستان کا ہیرو بنا کر پیش کرنا......وطن دشمنی کے مترادف ہے۔

ممتاز محقق اور عالم پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔اس فرض کی ادائیگی کے لیے ہم کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیں گے۔انہوں نے کہا کہ ہم قادیانیوں کو دین کی دعوت دیتے رہیں گے۔یہ ہمارے ایمان کا تقاضا بھی ہے اور بحیثیت مسلمان ذمہ داری بھی۔

بعد نماز مغرب کانفرنس کی دوسری نشست سے مولانا عزیز الرحمٰن خورشید نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی بش اور بلیئر کے اشاروں پر پاکستان میں ناچ رہے ہیں، حکومت انہیں نکیل ڈالے۔

ملت اسلامیہ پاکستان کے کنوینر مولانا اعظم طارق (ایم این اے) نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت کے چہرے سے نقاب اُلٹ چکی ہے۔اب انہیں نیا نقاب نہیں اوڑھنے دیں گے۔مولانا اعظم طارق نے کہا کہ حکومت اپنی صفوں میں گھسے ہوئے قادیانی بیوروکریٹس کو نکال باہر کرے۔قادیانی امریکی وبرطانوی جاسوس ہیں۔تحفظِ ختم نبوت کے لیے مجلس

احرارِ اسلام کی جدوجہد تاریخ کا زریں باب ہے۔

مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم گہرے پانیوں تک قادیانیوں کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی پچپن برس سے پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں۔ ہم اُن کے ''اکھنڈ بھارت'' والے خواب کو کبھی پورا نہیں ہونے دیں گے۔

کانفرنس سے ممتاز سکالر اور دانش ور حکیم محمود احمد ظفر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم ﷺ مرکز نبوت یعنی خاتم النبیین ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف ہمارے ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء کے بھی نبی ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔

ممتاز اہل حدیث عالم مولانا محمد عبداللہ گورداس پوری نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قادیانیت کے تعاقب کے لیے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، ان کے رفقاء اور مجلس احرار اسلام سے جو عظیم الشان کام لیا ہے وہ صرف انہی لوگوں کا حصہ اور کارنامہ ہے۔ تاریخ اکابر احرار کو اس خدمت پر ہمیشہ خراج تحسین پیش کرتی رہے گی۔

کانفرنس سے جناب پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ، سید کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، علامہ احمد سعید لدھیانوی، علامہ محمد ممتاز اعوان، حافظ محمد کفایت اللہ، حاجی محمد ثقلین کھیڑا، عزیز الرحمٰن سنجرانی اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ پاکستان اور بھارت اپنے تنازعات خود حل کریں۔ امریکہ و برطانیہ کو فیصل مانا گیا تو پورے خطے کی سلامتی خطرے میں پڑ جائے گی۔ قادیانی پھر کشمیر میں بھارت اور اتحادیوں کے مفادات کے لیے کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دینی جماعتیں وطن عزیز کی سلامتی، دینی عقائد و اقدار کے تحفظ کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک کی بدقسمتی ہے کہ امریکہ و برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ پچپن برس بعد ہمیں ایک مرتبہ پھر جنگ آزادی لڑنی پڑ رہی ہے۔

کانفرنس کے اختتام پر ایک بہت بڑا جلوس نکالا گیا جس کی قیادت امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے کی۔ جلوس کے شرکاء نے شہداءِ ختم نبوت کی یاد میں سرخ قمیصیں پہن رکھی تھیں اور احرار کے سرخ پرچم بڑی تعداد میں لہرا رہے تھے۔ جلوس مسجد احرار سے شروع ہوا اور اقصیٰ چوک، ایوانِ محمود سے ہوتا ہوا مین سرگودھا روڈ پر ختم ہوگیا۔

اقصیٰ چوک پر مولانا محمد مغیرہ اور سید محمد کفیل بخاری نے جبکہ ایوان محمود کے مقابل عبداللطیف خالد چیمہ اور امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کیا۔

آنحضرت ﷺ نے فوج اور پولیس کے بغیر قوم کو اللہ کا پیغام پہنچایا

ڈسٹرکٹ بار کونسل ملتان میں سیرت کانفرنس سے امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری کا خطاب

ملتان (۱۹ مئی) نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ پر عمل کر کے پوری انسانیت دنیا اور آخرت میں فلاح پا سکتی ہے۔

آپ ﷺ کا بچپن، جوانی اور نبوت کامل نمونہ زندگی ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات جب کسی کو نبوت کے منصب پر فائز کرتی ہے تو اس کی تعلیم بھی وہی پاک ذات خود کرتی ہے۔آپ ﷺ نے قوم کوایک مرکز کی دعوت دی۔انسان اشرف المخلوقات اس وقت بنتا ہے'جب وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عملدرآمد کرتا ہے۔علم بے شک نور ہے مگر وہ علم جوقرآن سے ملتا ہے۔ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن ملتان کے زیر اہتمام منعقدہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔سیرت کانفرنس کی صدارت سینئر نائب صدر ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن ملتان چودھری محمد ارشد نے کی اور اسٹیج سیکرٹری کے فرائض ڈسٹرکٹ بار ملتان کے سیکرٹری جنرل مختار نیازی نے انجام دیئے۔سید عطاء المہیمن بخاری نے مزید کہا کہ قرآن کے مطابق آپ ﷺ کی پیدائش گمراہ طبقے میں ہوئی۔۴۰ سال کے بعد آپ ﷺ کو نبوت کا منصب ملا تو اہل مکہ (قریش) اس وقت بھی گمراہ تھے۔وہ کسی آفاقی قانون کے پابند نہیں تھے۔اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کے عادی تھے۔آپ ﷺ کی ولادت کے وقت لوگ ایمان اور حیاء سے واقف نہیں تھے۔وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے ناواقف تھے۔برہنہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے اور اپنے ہی تراشے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے تھے۔راگ رنگ وشراب کی محفلیں ان کی تہذیب تھی۔وہ اپنی سوتیلی ماں سے' باپ مرنے کے بعد شادی کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھتے تھے۔عورتوں کو کبھی ان کے حقوق نہیں دیئے۔وحشیوں کی زندگی بسر کرتے تھے۔انہوں نے کہا کہ اہل مکہ ایک دوسرے کو مال اور اقتدار کی بنیاد پر فوقیت دیتے تھے۔آپ ﷺ نے نبی کی حیثیت سے اللہ کا پیغام پہنچایا اور اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق اس وقت کے معاشرے کو ایک مثال بنا کر پیش کیا۔انہوں نے کہا کہ آپ سید المعصومین ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہادی اور مہدی بنا کر پیش کیا اور قوم کو ہدایت کا راستہ دکھایا۔آپ ﷺ نے باپ، شوہر، بیٹے، سسر اور دوست کے رشتے خوش اسلوبی سے ادا کیے۔آغاز نبوت کے وقت لوگوں نے چہ میگوئیاں کیں کہ وہ تعلیم یافتہ نہیں اور نہ ہی کسی سے انہوں نے تعلیم حاصل کی ہے لیکن اللہ کی ذات جب کسی کو نبوت کے منصب پر فائز کرتی ہے تو اس کی تعلیم بھی وہ پاک ذات خود کرتی ہے۔

سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ آپ ﷺ نے قوم کوایک مرکز کی دعوت کی۔حیاء اور ایمان کے کلمہ سے آگاہ کیا۔آپ ﷺ بحیثیت شوہر ایک مثالی شوہر تھے۔آپ ﷺ ازواج مطہرات کے ساتھ خوش ہوتے تھے۔تاجر کی حیثیت سے آپ کی دیانتداری سے متاثر ہو کر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا شریک حیات بنیں۔انہوں نے کہا کہ انسان اشرف المخلوقات اس وقت بنتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عملدرآمد کیا جاتا ہے۔نبی اکرم ﷺ نے فوج اور پولیس کے کنٹرول کے بغیر قوم کو اللہ کا پیغام پہنچایا اور بغیر کسی فرد کی نگرانی کے قوم کو برائی سے روکا۔کائنات کے ہر کونے میں دن میں پانچ مرتبہ آپ ﷺ کا نام گونجتا ہے۔

خطاب سے قبل ریاض لطیفی نے تلاوت کی اور بشیر احمد انصاری نے نعت پڑھی۔

مسافرانِ آخرت

☆ مولانا محمد اسحٰق سلیمی رحمہ اللہ: مجلس احرارِ اسلام کے سابق ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسحٰق سلیمی ۲۹/ اپریل ۲۰۰۳ء بروز منگل انتقال فرما گئے۔ مولانا مرحوم ۱۹۵۵ء میں مجلس احرارِ اسلام سے منسلک ہوئے۔ ابتداء میں کچھ عرصہ مجلس تحفظِ ختم نبوت میں بھی بحیثیت مبلغ کام کیا۔ احرار کے ترجمان روزنامہ ''نوائے پاکستان'' سے بھی منسلک رہے۔ مسجد احرار چناب نگر کے قیام (۱۹۷۶ء) میں بھی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ مشکل وقت میں جماعت کے لیے اُن کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

☆ مولانا عبدالرحیم اشعر رحمہ اللہ: عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے سابق ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحیم اشعر ۲۲ مئی ۲۰۰۳ء بروز جمعرات بستی عنایت پور (جلال پور پیروالا) میں انتقال کر گئے مرحوم طویل عرصہ سے علیل تھے۔ جانشین امیر شریعت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ اور جامعہ خیر المدارس ملتان کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہ کے زمانہ طالب علمی کے ساتھی تھے۔ حضرت ابوذر بخاری رحمہ اللہ سے بہت محبت و تعلق رہا۔ انھوں نے تعلیم سے فراغت کے بعد علمی وادبی سرگرمیاں ''نادیۃ الادب الاسلامی'' کے عنوان سے شروع کیں تو مولانا مرحوم اُن کے رفیق فکر تھے۔ مولانا کے نام کے ساتھ ''اشعر'' کا اضافہ حضرت ابوذر بخاریؒ نے ہی تجویز کیا جو انھوں نے قبول کر لیا۔ ایک متبحر عالمِ دین، محقق محاسبہ مرزائیت پر کامل عبور رکھنے والے انتہائی باصلاحیت انسان تھے۔ چند ماہ قبل اپنی بستی میں مدرسہ کا جلسہ منعقد کیا تو امیر احرار ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کو خصوصی طور پر مدعو کیا۔ بہت شفیق اور مہربان شخصیت تھے حقیقت میں وہ باقیاتِ اسلافِ احرار تھےؒ۔

☆ مولانا اللہ وسایا قاسم رحمہ اللہ: معروف جہادی رہنما مولانا اللہ وسایا قاسم ۱۰/اپریل ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ اسلام آباد سے ملتان آتے ہوئے شورکوٹ کے قریب ٹریفک کے ایک حادثے میں شہید ہو گئے۔ دوستوں کا دوست، درویش خدا مست، خلوص کا پیکر، محبتوں کا خوگر اور باوفا انسان' شوقِ شہادت میں تمام عمر جہاد میں گزاری۔ افغانستان و کشمیر اور تاجکستان کے جہادی معرکوں میں سرگرم رہے۔ بہت ہی پیارا انسان جو بہت ہی پیاری یادیں چھوڑ کر دوستوں سے بچھڑ گیا

☆ والدہ ماجدہ مرحومہ قاری محمد حنیف جالندھری: جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم قاری محمد حنیف جالندھری صاحب کی والدہ ماجدہ ۱۲/ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۵/مئی ۲۰۰۳ء بروز جمعرات ملتان میں انتقال فرما گئیں۔ مرحومہ انتہائی صالحہ خاتون تھیں قاری صاحب کے بقول اُن کی نیکی، للہیّت، تقویٰ اور دعاؤں کا ثمر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے

خدمتِ دین کے لیے قبول کرلیا۔

☆ **مولانا جان محمد عباسی مرحوم:** نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان ۲۹؍اپریل ۲۰۰۳ء کو انتقال کر گئے

☆ **ہمشیر مرحومہ، حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ**

☆ **ولی محمد واجد مرحوم:** (سابق سٹاف رپورٹر روزنامہ امروز ملتان) ۲؍مئی ۲۰۰۳ء

☆ **محمد فاضل خان مرحوم:** راولاکوٹ، آزاد کشمیر میں ہمارے قدیم مہربان ۱۵؍مارچ ۲۰۰۳ء

☆ **شفیق احمد شاہد مرحوم:** داماد شیخ حسین اختر لدھیانوی ملتان ۹؍مئی ۲۰۰۳ء بروز جمعہ۔

☆ **چودھری محمد اسلم مرحوم:** برادر محترم چودھری محمد اکرام صاحب لاہور۔ مجلس احرارِ اسلام کے قدیمی کارکن تھے۔

☆ **اہلیہ مرحومہ حافظ عبدالغفور:** حافظ محمد اکرم احرار (میراں پور، میلسی) کے برادرِ نسبتی حافظ عبدالغفور کی اہلیہ مرحومہ ۲۹؍اپریل ۲۰۰۳ء

☆ **محمد حسن مرحوم:** فیصل آباد کے احرار کارکن محمد معاویہ صاحب کے نومولود فرزند ۲۲؍اپریل ۲۰۰۳ء

☆ **محمد سکندر مرحوم:** ۱۰؍اپریل ۲۰۰۳ء کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے کچا کھوہ، ضلع خانیوال میں انتقال کر گئے۔ مرحوم (''ماہنامہ نقیب ختم نبوت'' کے سرکولیشن منیجر محمد یوسف شاد کے مہربان دوست تھے) اور ان کے ہمسایہ خدا بخش کے داماد تھے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے دعاء مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ ادارہ نقیب ختم نبوت کے تمام اراکین مرحومین کے لیے دعاء مغفرت اور لواحقین کے لیے صبر کی دعاء کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند فرمائے اور حسنات قبول فرما کر جوارِ رحمت میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

دعائے صحت

☆ حضرت حکیم حافظ عبدالرشید صاحب (والدِ ماجد جناب عبداللطیف خالد چیمہ صاحب)

☆ محمد سفیان قادر قریشی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ، مبین مارکیٹ، گلگشت ملتان ☆ والدہ ماجدہ اللہ رکھا صاحب، ملتان

☆ محمد امین صاحب، ملتان ☆ حکیم حافظ عطاءِ یزدانی صاحب ملتان ☆ اہلیہ جام عبدالستار منڈھیرا (ماہڑہ، مظفر گڑھ) ☆ جناب جاوید شیخ، ملتان ☆ حافظ محمد فاروق، ملتان

احباب و قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مریضوں کی شفایابی کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے (آمین)

ساغر اقبالی

آخری صفحہ

☆ قاضی تلمذ حسن بڑی تلخ اور تیز چائے پیتے تھے اور احباب کو بھی پلاتے تھے۔ جوش ملیح آبادی ملنے گئے تو انہیں بھی یہ چائے پینی پڑی' انہوں نے جھٹ یہ شعر موزوں کر دیا: ؎

قاضی صاحب کی چائے پیتے ہیں   پھر بھی حیرت ہے لوگ جیتے ہیں

☆ مولانا حالیؔ نے اپنے ایک عزیز شاگرد محمد یحییٰ تنہاؔ کی شادی میں شرکت کے موقع پر انہیں مبارک باد دیتے ہوئے کہا: ''یحییٰ صاحب! مبارک ہو کہ اب آپ ''تنہا'' سے ''تن ہا'' ہو گئے۔''

☆ جوش ملیح آبادی نے پنجابی زبان کے اکھڑ پن سے زچ ہو کر کنور مہندر سنگھ بیدی سے کہا: ''کنور صاحب! کیا آپ جانتے ہیں کہ دوزخ کی سرکاری زبان یہی آپ کی پنجابی ہی ہو گی۔''

کنور صاحب نے برجستہ جواب دیا: ''تو پھر جوش صاحب! آپ کو ضرور سیکھ لینی چاہیے۔''

☆ دلّی میں بعض رتھ کو مؤنث اور بعض مذکر بولتے ہیں' کسی نے مرزا غالب سے پوچھا تو انہوں نے کہا: ''بھیا! جب رتھ میں عورتیں بیٹھی ہوں تو مؤنث کہو اور جب مرد بیٹھے ہوں تو مذکر سمجھو۔''

☆ ملتان کے ایک مشاعرے میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ شریک تھے۔ خیال امروہوی' شاہ صاحب سے ملنے کے لیے آگے بڑھے اور ہاتھ ملاتے ہوئے کہا: ''خیالؔ امروہوی''

سید عطاء المحسن بخاری نے اپنا تعارف کراتے ہوئے برجستہ کہا: ''جسم امرتسری''

☆ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۵۲ء میں دفتر احرار کراچی میں مقیم تھے۔ ان دنوں معروف مزاح نگار اور شاعر مجید لاہوری بھی کراچی میں تھے اور ہفت روزہ ''نمک دان'' نکالتے تھے۔ عبدالمجید سالک انہیں ملنے گئے تو مجید لاہوری نے بتایا کہ شاہ جی ان دنوں کراچی میں ہیں۔ دونوں نے شاہ جی سے ملاقات کا پروگرام بنایا اور اگلے روز نمازِ فجر کے بعد مجید اور سالک شاہ جی سے ملاقات کے لیے دفتر احرار پہنچے۔ شاہ جی تسبیح پر وظیفہ پڑھ رہے تھے۔ سالک نے دیکھتے ہی کہا:

''بر زبانِ تسبیح' در دلِ گاؤ خر''

''زبان پر تسبیح جاری ہے اور دل میں گائے گدھے کا خیال ہے''

شاہ جی نے تسبیح روک کر کہا: ''تم دونوں کا ہی تصور کر رہا تھا۔''

مجید لاہوری نے برجستہ کہا: ''شاہ جی! میں گائے ہوں۔''

63

مرکز احرار

چیچہ وطنی میں توسیع کیلئے جگہ کی خریداری اور تعاون کی

اپیل

مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی نے اپنی تنظیمی و تحریکی اور تبلیغی و تعلیمی سرگرمیوں بالخصوص عصرِ حاضر کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ''دعوت وارشاد''، ''تحفظ ختم نبوت'' اور ''نشر واشاعت'' کے شعبوں کو مزید منظم و مربوط اور مؤثر بنانے کے لیے دار العلوم ختم نبوت، جامع مسجد چیچہ وطنی میں توسیع کے لیے مدرسہ سے متصل جنوبی جانب پانچ مرلے سے زائد جگہ چار لاکھ ساٹھ ہزار روپے میں خریدی ہے۔ ابھی تک اس مد میں تقریباً ایک لاکھ دس ہزار روپے وصول ہوئے ہیں۔ جبکہ مکمل ادائیگی کر دی گئی ہے۔ اس مد میں تقریباً تین لاکھ پچاس ہزار روپے ادارے کے ذمہ قرض ہے۔

جملہ اہل خیر سے درخواست ہے کہ اس کام میں زیادہ سے زیادہ خود بھی تعاون فرمائیں اور اپنے ماحول میں احباب کو تعاون کے لیے آمادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ (آمین)

COLLECTION ADDRESS IN U.K.

SH.ABDUL WAHID
25 ROWAND AVE
GIFNOCK 7PE
GLASGOW G46 (U.K.)
TEL:0141 6211325
9443018

ترسیل زر اور رابطہ و معلومات کیلئے

عبداللطیف خالد چیمہ
دفتر مجلس احرار اسلام
دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی، پاکستان
فون: 0445-482253

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر: 1306- نیشنل بینک جامع مسجد بازار چیچہ وطنی

اکاؤنٹ بنام: دار العلوم ختم نبوت (نوٹ: رقم بھیجتے وقت مد کی صراحت فرمائیں)

آخری صفحہ

☆ قاضی تلمذ حسن بڑی تلخ اور تیز چائے پیتے تھے اور احباب کو بھی پلاتے تھے۔ جوش ملیح آبادی ملنے گئے تو انہیں بھی یہ چائے پینی پڑی، انہوں نے جھٹ یہ شعر موزوں کر دیا:

قاضی صاحب کی چائے پیتے ہیں　　　پھر بھی حیرت ہے لوگ جیتے ہیں

☆ مولانا حالیؔ نے اپنے ایک عزیز شاگرد محمد یحییٰ تنہا کی شادی میں شرکت کے موقع پر انہیں مبارک باد دیتے ہوئے کہا: "یحییٰ صاحب! مبارک ہو کہ اب آپ "تنہا" سے "تن ہا" ہو گئے۔"

☆ جوش ملیح آبادی نے پنجابی زبان کے اکھڑ پن سے زچ ہو کر کنور مہندر سنگھ بیدی سے کہا: "کنور صاحب! کیا آپ جانتے ہیں کہ دوزخ کی سرکاری زبان بھی آپ کی پنجابی ہی ہو گی۔"

کنور صاحب نے برجستہ جواب دیا: "تو پھر جوش صاحب! آپ کو ضرور سیکھ لینی چاہیے۔"

☆ دلّی میں بعض رتھ کو مؤنث اور بعض مذکر بولتے ہیں، کسی نے مرزا غالب سے پوچھا تو انہوں نے کہا: "بھیا! جب رتھ میں عورتیں بیٹھی ہوں تو مؤنث کہو اور جب مرد بیٹھے ہوں تو مذکر سمجھو۔"

☆ ملتان کے ایک مشاعرے میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ شریک تھے۔ خیال امروہوی شاہ صاحب سے ملنے کے لیے آگے بڑھے اور ہاتھ ملاتے ہوئے کہا: "خیالؔ امروہوی" سید عطاء المحسن بخاری نے اپنا تعارف کراتے ہوئے برجستہ کہا: "جسم امرتسری"

☆ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۵۲ء میں دفتر احرار کراچی میں مقیم تھے۔ ان دنوں معروف مزاح نگار اور شاعر مجید لاہوری بھی کراچی میں تھے اور ہفت روزہ "نمک دان" نکالتے تھے۔ عبدالمجید سالک انہیں ملنے گئے تو مجید لاہوری نے بتایا کہ شاہ جی ان دنوں کراچی میں ہیں۔ دونوں نے شاہ جی سے ملاقات کا پروگرام بنایا اور اگلے روز نمازِ فجر کے بعد مجید اور سالک شاہ جی سے ملاقات کے لیے دفتر احرار پہنچے۔ شاہ جی تسبیح پر وظیفہ پڑھ رہے تھے۔ سالک نے دیکھتے ہی کہا:

"بر زبانِ تسبیح، در دلِ گاؤ خر"

"زبان پر تسبیح جاری ہے اور دل میں گائے گدھے کا خیال ہے"

شاہ جی نے تسبیح روک کر کہا: "تم دونوں کا ہی تصور کر رہا تھا۔"

ہماری نئی مطبوعات

حیات بخاریؒ

بطل حریت امیر شریعت
سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی سوانح
اثر خامہ: خان غازی کابلیؒ ★ مدوّن: شاہد کاشمیری
قیمت-/120 روپے

خطبات شورش

بے باک صحافی، شعلہ نوا خطیب، عظیم مجاہد آزادی
آغا شورش کاشمیریؒ کے ہنگامہ خیز خطبات کا پہلا مجموعہ
مدوّن: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی ★ قیمت-/150 روپے

حیات امیر شریعتؒ

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
کے سوانحی حالات و واقعات
مصنف: جانباز مرزا مرحوم ★ قیمت-/150 روپے

خواجہ عبدالرحیم عاجز

احوال و کلام
ایک تاریخی دستاویز، مطبوعہ و غیر مطبوعہ کلام
تحقیق: ڈاکٹر شاہد کاشمیری ★ قیمت-/200 روپے

احکام و مسائل

فرضیت و تاریخ جمعہ و عیدین ★ نکاح، عقیقیہ کے خطبات و مسائل
نماز استسقاء، قنوت نازلہ، فطرانہ، صدقہ اور زکوٰۃ و عشر کے مسائل
پر ایک شاہکار تحقیقی کتاب
مئولف: جانشین امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ

سیدنا مروان بن حکمؓ

سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہ
ایک مظلوم شخصیت، حقائق کے آئینے میں
مئولف: حکیم محمود احمد ظفر ★ قیمت-/15 روپے

فتنہ جمہوریت

جمہوریت، خلاف اسلام اور شیطانی نظام ہے
قرآن وحدیث اور تاریخی حوالوں کی روشنی میں
مصنف: حکیم محمود احمد ظفر ★ قیمت-/125 روپے

آزادی کی انقلابی تحریک

جنگ عظیم 1939ء کی فوجی بھرتی کے خلاف
مجلس احرار اسلام کی عظیم تحریک پر پہلی تحقیقی کتاب
مئولف: محمد عمر فاروق ★ قیمت-/150 روپے

مولانا محمد علی جالندھریؒ

ایک مجاہد ختم نبوت اور مبلغ اسلام کی درویشانہ
اور مجاہدانہ زندگی کے احوال
مئولف: مولانا سعید الرحمٰن علویؒ
مقدمہ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
قیمت-/100 روپے

مرد اور عورت کی نماز میں فرق

احادیث کی روشنی میں
مئولف: مولانا ابو ریحان عبدالغفور سیالکوٹی
قیمت-/20 روپے

ملنے کا پتہ **بخاری اکیڈمی**
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎ 061-511961

قرشی

جام شیریں فیملی

جو پیئے اسی کا ہو جائے

ڈسٹری بیوٹرز: معاویہ ٹریڈرز جامع مسجد روڈ۔ چیچہ وطنی فون: 0445-610953